

تسہیل اخلاق و صابری فی عرفانِ باری

مؤلف

عمدۃ السالکین حضرت

سید غلام حسین شاہؒ

چشتی صابری حیدر آبادی دکنیؒ

تسہیل و ترجمہ

پروفیسر حبیب اللہ چشتی صابری

تسہیل اخلاقِ صابری فی عرفانِ باری

مؤلف

عمدۃ السالکین حضرت سید غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدر آبادی دکنی

خلیفہ مجاز حضرت شاہ محمد ہاشم حسینی صابری سجادہ نشین حضرت سید معین الدین المعروف شاہ خاموش حیدر آبادی دکنی

تسہیل و ترجمہ

پروفیسر حبیب اللہ چشتی صابری

فاضل جامعہ محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف (ایم اے عربی، اسلامیات)

کوئی صاحب بھی بلا اجازت قصدِ طبع نہ فرمائیں۔

نام کتاب تسہیل اخلاق صابری فی عرفان باری

مؤلف حضرت سید غلام حسین شاہ چشتی صابری خاموشی

تسہیل و ترجمہ پروفیسر حبیب اللہ چشتی صابری

با اہتمام سید عثمان وجاہت صابری

صفحات 128

طبع اول ۱۳۲۸ھ (بمطابق 1929-30ء)

طبع ثانی ۱۴۳۰ھ (بمطابق 2009ء)

کمپوزنگ سید نعمان بن سلمان قادری

لے آؤٹ، ڈیزائننگ عامر حسین: مومن گرافکس (سرکلر روڈ، راولپنڈی)

(0300-5368511, 0334-5368511)

ناشر

ہم ”اخلاقِ صابری فی عرفانِ باری“ کی طبع ثانی
کو بصد عقیدت و احترام شیخ المشائخ حضرت
سیّد معین الدین المعروف شاہ خاموش
حیدر آبادی دکنی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد
قطب الاقطاب حضرت سیّد حافظ موسیٰ
مانکپوری چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی نذر
کرتے ہیں۔

سوئے منزل

حامد اومصلیاً: چند مہینے پیشتر مجھے میرے برادرِ مکرم جناب سید عثمان وجاہت کاظمی صابری نے حضرت خواجہ غلام حسین شاہ چشتی الصابری حیدر آبادی کی تصنیف لطیف ”اخلاق صابری فی عرفان باری“ عنایت فرمائی۔ یہ نسخہ ۱۳۴۸ھ میں طبع ہوا تھا۔ انہوں نے مجھے فرمایا کہ میں اس کتاب پر کوئی کام کروں تاکہ ایک عام قاری بھی اس بحرِ خار سے استفادہ کر سکے۔ میں نے جب اس کتاب کا مطالعہ کیا تو وہ علم تصوف و حقیقت کا ایک بحرِ بیکراں تھی۔ بلاشبہ بہت سے دریاؤں کو کوزے میں بند کر دیا گیا تھا۔ اور اس کتاب کی کوئی بھی خدمت میرے لئے سامانِ آخرت اور توشہ عقبی تھی۔

چونکہ یہ کتاب تقریباً ایک صدی قبل لکھی گئی تھی اور ہر زمانے کا اسلوب اپنا ہوتا ہے۔ فی زمانہ عام قاری اس سے عموماً زیادہ استفادہ نہیں کر سکتا۔ لہذا میں نے اللہ تعالیٰ کی رحمت و کرم پر توکل کرتے ہوئے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر رحمت پر اعتماد کرتے ہوئے اس کتاب کی تسہیل کا ارادہ کیا۔ میں نے جن طریقوں سے اس خدمت کو بجالانے کی کوشش کی ان کا خلاصہ یہ ہے۔

”اردو املاء کو موجودہ زمانے کے مطابق کیا مثلاً ”تھا“ کا لفظ ”تہا“

اور ”دیکھا“ کا لفظ ”دیکہا“ کی شکل میں لکھا تھا میں نے ایسے الفاظ موجودہ

طریق املاء کے مطابق لکھنے کی کوشش کی۔

مفہوم کو قطعاً تبدیل نہیں کیا گیا۔ یعنی ہاں کو نہیں اور نہیں کو ”ہاں“ نہیں

کیا گیا بلکہ صرف اس کی تسہیل و ترجمہ کی سعادت حاصل کی ہے۔

بعض فارسی اشعار کا ترجمہ نہیں کیا تھا شاید اس لئے کہ حضرت مولفؒ کے نزدیک ان کا ترجمہ واضح تھا اور محتاج بیاں نہ تھا۔ میں نے ان کا ترجمہ بھی کر دیا ہے کہ فی زمانہ اس کی ضرورت تھی۔

جملوں کی ترتیب کو اکثر بدل دیا ہے تاکہ عام قاری بھی اس سے استفادہ کر سکے مثلاً ایک جملہ یہ تھا ”جب نام لیتا ہے تو مسمیٰ کو ڈھونڈ چل طرف دریا کے کام نہیں چلتا ہے نہر سے“ ص ۳۴۔ میں نے اسے آساں کر کے یوں لکھ دیا ”جب تو اُس (اللہ) کا نام لے تو اُس کو تلاش کر۔ دریا کی طرف چل نہر سے کام نہیں چلتا“ اور یہی وہ اصل کام تھا جو عام قارئین کے لئے کرنا ضروری تھا۔ کتابت کی غلطیاں درست کی ہیں اور مشکل الفاظ کا ترجمہ کر کے لکھا ہے۔ مفہوم کو مزید واضح کرنے کے لئے حاشیہ پر اُردو اشعار بھی درج کیے ہیں اور قرآن و سنت سے اشتہاد بھی کیا ہے۔

کتاب کی ثقاہت کو برقرار رکھنے کے لئے اصل کتاب کا عکس آخر میں دے دیا گیا ہے تاکہ قارئین کرام اصل کتاب بھی پڑھ سکیں۔ قارئین کرام سے التماس ہے کہ اس سلسلہ میں مجھے اپنی قیمتی آرا سے نوازیں تاکہ کتاب مزید بہتر ہو سکے اور حضرت خواجہ غلام حسین چشتی الصابری خاموشی رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان سے ہم سب اپنے دامن مراد بھر سکیں۔

محتاج دعا

محمد حبیب اللہ چشتی صابری سعیدی

گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج

H-8، اسلام آباد

چھوٹا منہ اور بڑی بات

تمام بڑائیاں اُس پروردگار کے لئے کہ جس نے انسان میں اپنی معرفت کا شوق جگایا اور ہم پر بے پناہ احسان فرماتے ہوئے ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں فرمایا۔ بے پناہ سلام اہلبیت اطہار پر کہ جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں سرداری عطا فرمائی۔ رب کی رضائیں اور خوشنودی صحابہ کرام کو روا کہ جنہوں نے تابع فرمانی اور محبت کا حق ادا کیا۔ بے حد درجات بلند ہوں اولیائے کرام کے، جنہوں نے اپنے آپ کو فنا کر کے ذات باری تعالیٰ کی معرفت حاصل کی اور پروردگار کا نام دنیا کے کونے کونے میں فروزاں کیا اور نبوت کا وارث ہونے کا حق ادا کیا۔

بے شک جس نے جو پایا خدا کی رضا سے پایا، جس کو جو بھی ملا خدا کی مرضی سے ملا، جس عارف نے حق کہا تو اُس ذات باری تعالیٰ کی مرضی سے، جس نے تحریر کو تبلیغ کا ذریعہ بنایا تو اُس ذات کی مرضی سے۔ اور مجھ سانا تو اں جو یہ چند حرف لکھ رہا ہے تو اس میں بھی اُسی کی رضا ہے ورنہ انسان کسی قدر بھی کسی کام کی قدرت نہیں رکھتا۔

حضرت شاہ غلام حسین چشتی صابری حیدر آبادی خلیفہ مجاز حضرت شاہ محمد ہاشم حسینی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں جو کہ حضرت سید معین الدین المعروف شاہ خاموش رحمۃ اللہ علیہ کے برادر زادے اور سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کا شجرہ طریقت کچھ یوں ہے حضرت شاہ غلام حسین صابری مرید و خلیفہ حضرت محمد شاہ ہاشم حسینی صابری مرید و خلیفہ حضرت سید معین الدین خاموش صابری مرید و خلیفہ حافظ موسیٰ مانکپوری صابری مرید و خلیفہ سید محمد اعظم روپڑی صابری مرید و خلیفہ سید محمد سالم روپڑی صابری مرید و خلیفہ حضرت سید محمد سعید المعروف میراں بھیکھ تک پہنچتا ہے اور یہ سند معروف ہے۔ حضرت شاہ غلام حسین چشتی صابری بہت اعلیٰ علمی ذوق رکھتے تھے اور آپ

کا کلام معرفت سے لبریز تھا۔ آپ نے یہ رسالہ اخلاق صابری فی عرفانِ باری لکھ کر طالبانِ حق اور سالکانِ راہِ طریقت کے لیے ایسے موتی بکھیر دیئے ہیں کہ فی زمانہ جن کی مثال نہیں ملتی۔ خاص طور پر جو اسلوبِ آپ نے اختیار کیا وہ آپ ہی کا خاصہ ہے۔ ربِّ کریم کا احسان کہ اُس نے حضرت شاہ غلام حسین صاحب کو علومِ معرفت سے سرفراز فرمایا اور ہم تک اُس کی جھلک اخلاقِ صابری فی عرفانِ باری کی صورت میں پہنچی۔

میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اُس نے مجھے اس توفیق سے نوازا کہ میں اس نادر کتاب کو از سر نو بعد از تسہیل و ترجمہ طبع کروانے کا انتظام کر سکوں۔ مجھے کوئی شک نہیں کہ مجھ میں کوئی بھی بات اس قابل نہ تھی۔ یہ تو میرے ہادی و مرشد حضرت حاجی حافظ قمر الدین چشتی صابری مظہری خاموشی کی صحبت کا فیضان ہے۔ اے اللہ تو میرے مرشد کے درجات کو بہت اعلیٰ فرما۔ امین

اس کتاب کو طبع کروانے میں دو محرکات تھے۔ ایک تو از خود کتاب کے مضامین کا اعلیٰ ہونا اور دوسرا احسانِ مندی کا جذبہ کہ حضرت شاہ غلام حسین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے 'حیاتِ مظہریہ' تالیف فرمائی۔ جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت سید مظہر علی شاہ صاحب میرٹھی خلیفہ مجاز حضرت شاہ خاموش حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ لکھا گیا ہے۔ یہ کتاب حضرت صوفی اللہ دیا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ و سجادہ نشین حضرت سید مظہر علی شاہ صاحب کے ایماء پر لکھی گئی تھی۔ خاندانِ صابریہ خاموشیہ مظہریہ کا ہر فرد اس تالیف 'حیاتِ مظہریہ' پر حضرت شاہ غلام حسین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ حیدر آبادی دکنی کا ممنون ہے۔

کتاب کی عبارات کا معیار اس قدر بلند تھا کہ مجھ سے کم علم اور کم ہمت کے بس کی بات نہ تھی۔ اپنے کرم فرما جناب پروفیسر حبیب اللہ چشتی صابری مدظلہ العالی سے گزارش کی جس کو انہوں نے قبول فرمایا اور ہم پر احسان فرماتے ہوئے کتاب کی اس قدر بہتر تسہیل فرمائی کہ مؤلف کا مزاج بھی قائم رہا اور تحریر آج کے قاری کے لئے قابلِ فہم بھی بن گئی۔ پروفیسر

صاحب حضرت حافظ موسیٰ مانکپوری صابری رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ طریقت میں ہی شرف بیعت رکھتے ہیں۔ آپ کے شیخ حضرت غزالی زماں، رازی دوراں حضرت مولانا سید احمد سعید کاظمی صابری رحمۃ اللہ علیہ ہوئے جن کا سلسلہ بیعت حضرت سید امانت علی امر وہوی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت حافظ موسیٰ مانکپوری رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔

پروفیسر صاحب کا تعلق سلاں والی سرگودھا سے ہے۔ آپ 1982ء سے 1990ء تک کے عرصہ میں جامعہ محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف میں پیر کرم شاہ صاحب الازہری چشتی نظامی کی نگاہوں سے فیضیاب ہوئے۔ اسی زمانہ طالب علمی میں 1985ء میں مولانا سید احمد سعید کاظمی صابری کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے پہلی کتاب دلائل التوحید لکھی جس پر حضرت پیر کرم شاہ صاحب الازہریؒ نے مقدمہ تحریر فرمایا اور نہایت حوصلہ افزائی فرمائی۔ رب کی رضا شامل حال رہی اور آپ کے قلم سے اسباب زوال امت، قرآن یہود اور ہم، معارف درود و سلام، ختم نبوت دلائل و مسائل، شبیر و یزید، قرآن کا فلسفہ حیات، روح عبادت اور اسلام کے درخشاں پہلو بھی احاطہ تحریر میں آچکی ہیں۔ آپ پی ایچ ڈی کے امتحان میں کامیابی کے بعد ”مناسبات قرآن اور تفسیر نظم الدرر کا تحقیقی و تحلیلی جائزہ“ کے موضوع پر مقالہ لکھ رہے ہیں۔ آپ کی مزید خوش بختی یہ ہے کہ حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادریؒ شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ لاہور نے اپنے وصال سے ایک برس قبل آپ کو روایت حدیث کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دو جہاں میں نیک نامی اور اس خدمت کی جزا عطا فرمائے (آمین) کہ ہم آپ کی خدمت کی جزا دینے سے قاصر ہیں۔

میں نہایت شکر گزار ہوں حضرت سید علی اکبر نظام الدین حسینی صابری حیدر آباد دکن، سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ خاموشؒ کا کہ جن کے تعلق اور محبت نے ہمیشہ مجھ عاجز کی ہمت بڑھائی اور رہنمائی بھی فرمائی۔ آپ نے ہماری درخواست کو قبول کرتے ہوئے اس کتاب کی طبع ثانی پر اپنے قیمتی کلمات نوازے جن پر میں اور پاکستان میں موجود سلسلہ صابریہ خاموشیہ کے تمام متعلقین شکر گزار اور ممنون ہیں۔ ہمارے لیے یہ نہایت پُرسرت بات ہے کہ حضرت

شاہ خاموش رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت سید مظہر علی شاہ صاحبؒ میرٹھی کی سجادگی (جو کہ حضرت پیر و مرشد حضرت حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے پاکستان تشریف لانے سے یہاں منتقل ہوئی) کا ایک بار پھر ظاہری تعلق بحال ہوا، یہ اور بات ہے کہ باطنی جدائی نہ کبھی تھی نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ محبتوں اور عقیدتوں کے یہ تعلق قائم رکھے۔ آمین۔

جو اصحاب اس کتاب کی طبع ثانی میں معاون رہے، احباب جو پروف ریڈنگ اور مشاورت میں شامل رہے، ان کا شکر گزار ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ پروردگار ان بھائیوں کو دو جہاں کی بھلائیاں عطا فرمائے۔ آمین۔

آخر میں صاحبزادہ مقصود احمد صابری صاحب جو حافظ فیض محمد صابری خاموشی رحمۃ اللہ علیہ (محبوب مرید حضرت شاہ غلام حسین صابری حیدر آبادیؒ) کے صاحبزادے ہیں، کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے اپنے والد کی چند نادر کتب میں سے ”اخلاق صابری فی عرفان باری“ ہمیں عطا فرمائی اور اس کی تشہیل و ترجمہ اور طباعت کی سعادت میں مختار کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت و تندرستی عطا فرمائے۔ (آمین)

آخر میں رب کریم سے عرض گزار ہوں کہ اے اللہ جس نیک نیتی سے تیرے محبوب بندے غلام حسین صابری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب طالبان حق کی رہنمائی کے لئے لکھی، ہم بھی اُسی نیت سے طبع ثانی کا اہتمام کرتے ہیں جو بے شک بغیر تیری توفیق کے ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مؤلف، معاونین طبع اول اور معاونین طبع ثانی کی زندگیوں میں خیر اور حال پر رحم فرمائے۔

عاجز: سید عثمان وجاہت صابری عفی عنہ
یکے از غلامان حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ
راولپنڈی: ۹ جون، 2009ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حق حق حق

تاثرات

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء وخاتم

رسله وعلى اله وصحبه الاكرميين اجمعين اما بعد!

حضرت خواجہ غلام حسین شاہ صاحب صابری خاموشی حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ،
حضرت پیر دستگیر روشن ضمیر سید محمد شاہ ہاشم حسینی المعروف محمد شاہ صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز
کے معروف خلفاء میں سے تھے جنہوں نے سلسلہ صابریہ خاموشیہ کی اشاعت اور تعلیمات
کے فروغ میں گرانقدر خدمات انجام دیئے۔ خصوصاً علاقہ پنجاب جو ہندوستان اور پاکستان
کا مشترکہ علاقہ تھا، شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور میں مختلف کتابیں تصنیف و
تالیف کیں جن میں یہ کتاب جس کا نام ”تسہیل اخلاق صابری فی عرفان باری“ خصوصیت
کی حامل ہے۔ اس کتاب کو انہوں نے اپنے مریدین و خلفاء کی خواہش پر سلیس اردو زبان
میں قلمبند کی تھی جو سلوک و معرفت اور اخلاق و پند و نصیحت سے معمور ہے جس سے طالب علم
بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور اہل سلسلہ بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ صفحہ ۲۴ پر کمال نیک
بختی کی کتنی علامتیں ہیں؟ کے جواب میں تحریر کرتے ہیں۔

”دس علامتیں ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کے راستہ میں سچائی، دوسری مخلوق کے ساتھ
انصاف، تیسری اپنے نفس کو تنبیہ کرنا، چوتھی علمائے باطن یعنی اولیائے کرام کی صحبت اختیار
کرنا، پانچویں بزرگوں کی تعظیم، چھٹویں چھوٹوں پر شفقت کرنا، ساتویں دوستوں سے حسن

سلوک کرنا، آٹھویں دشمنوں کے ساتھ تحمل و بردباری کا برتاؤ کرنا، نویں درویشوں کی خدمت کرنا اور دسویں بے علم کو نصیحت کرنا۔“

اور صفحہ نمبر ۲۵ پر عبد ورب کے تعلقات و معاملات پر اس طرح اظہار خیال کرتے ہیں کہ:

”بندے کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ راحت و آرام کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ سے بندگی کے تعلق کو مستحکم کرنا چاہیے تاکہ سختی اور تنگی کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ بندے کی دستگیری فرمائے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اچھے حالات میں اللہ تعالیٰ کو بھول جائے اور سختی میں اسے یاد کرے۔ بلکہ انسان کو چاہیے کہ وہ آرام اور سختی دونوں زمانوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے اور اس کی نعمتوں کا شکر بجالائے اور اپنی ہر حاجت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگے۔ اس لئے کہ اگر ساری دنیا تیری بہتری کے لئے کوشش کرے یا تجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے بغیر تجھے کوئی نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتے۔“

حضرت غلام حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مولوی حافظ خواجہ شمس الدین مرحوم جنہیں میرے پڑدادا حضرت سید محمد شاہ اصغر حسینی صابری نور اللہ مرقدہ سے بیعت و خلافت حاصل تھی اور ان کے فرزند خواجہ محمد جلال الدین صاحب صابری مرحوم کو میرے دادا حضرت سید محمد شاہ صابر حسینی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت و خلافت حاصل تھی، اب جناب خواجہ محمد جلال الدین مرحوم کے دو فرزند ان مولوی خواجہ نظام الدین صابری، خواجہ فرید الدین حیدر آباد کن میں اپنے افراد خاندان کے ساتھ قیام پذیر ہیں۔ جنہیں میرے والد حضرت پیر و مرشد سید محمد شاہ قطب الدین حسینی صابری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا شرف حاصل ہے۔ ان دونوں فرزند ان کے علاوہ مرحوم جلال الدین صاحب صابری کی پانچ دختران بھی ہیں۔

جن کے اسماء صالحہ بیگم، طاہرہ بیگم عرف اسری سلطانہ (حال مقیم کراچی پاکستان)، سیدہ بیگم، ہاجرہ بیگم اور غوثیہ بیگم ہیں۔ ان تمام لڑکیوں کو بھی والدی حضرت سید شاہ محمد قطب الدین صابری علیہ الرحمۃ سے شرف بیعت حاصل ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ پروفیسر حبیب اللہ چشتی صابری کی یہ کوشش عند اللہ ماجور و مثاب ہو اور طالبان ہدایت کا ذریعہ کامیابی ہو آمین بحق طہ و یسین۔

سید شاہ علی اکبر نظام الدین حسینی صابری

مورخہ ۱۸ جمادی الاول ۱۴۳۰ھ

مطابق ۱۲ جون ۲۰۰۹ء

سجادہ نشین

درگاہ و خانقاہ حضرت شاہ خاموش قبلہ قدس سرہ العزیز

حیدر آباد دکن - انڈیا

امیر جامعہ نظامیہ حیدر آباد، دکن، انڈیا

مختصر سوانح

حضرت خواجہ سید غلام حسین شاہ صابری رحمۃ اللہ علیہ

(اقتباس: ”صابری انسائیکلو پیڈیا“ از صاحبزادہ مقصود احمد صابری)

تعارف ☆: مرشد الاثنی، مقبول بارگاہ رحمانی، محرم اسرار سبحانی، واقف اسرار رموز حقانی، حضرت خواجہ پیر سید غلام حسین شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ سادات حیدر آباد دکن کے عظیم روحانی چشم و چراغ ہیں۔ حیدر آباد دکن میں ہی آپ کی ولادت باسعادت ظہور پذیر ہوئی۔ گھر کے علمی اور روحانی ماحول میں آپ کی پرورش ہوئی۔ تمام علوم مروجہ سے فراغت کی سند پا کر خانقاہی نظام سے منسلک ہو گئے۔

آپ کے روئے تاباں پر بچپن سے ہی آثار ولایت نظر آتے تھے۔ خداوند کریم نے جس طرح ظاہری حسن کی دولت سے آپ کو نوازا ہوا تھا۔ اسی طرح باطنی حسن سے بھی مالا مال تھے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ پیر دستگیر حضرت سید ہاشم حسینی شاہ محمد چشتی صابری حیدر آبادی دکنی علیہ الرحمۃ کے دست حق پر بیعت سے مشرف ہوئے پیر و مرشد نے سلوک کی تعلیم دی اور بعد از مجاہدات خلافت سے سرفراز فرمایا۔

آپ انتہائی درجہ کے نیک متقی صالح عابد و زاہد اور نیک نام تھے۔ تمام زندگی حصول علم کے متلاشی رہے اور نماز پنجگانہ کا خصوصی اہتمام فرماتے حتیٰ کہ کبھی تکبیر اولیٰ تک فوت نہ

ہونے دی۔ کثرت سے نوافل کا اہتمام فرماتے۔ آپ ہمہ وقت با وضو رہتے کبھی بھی ماسوائے قضائے حاجت کے آپ کا وضو باطل نہ ہوا۔ ہر وقت یاد خدا اور تصور شیخ میں مستغرق رہتے۔ خداوند کریم نے آپ کو ظاہر و باطنی حسن کی دولت سے مالا مال کیا ہوا تھا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ بہت سے غیر مسلم صرف آپ کا روئے تاباں دیکھ نہ صرف مشرف بہ اسلام ہوئے بلکہ آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو کر عابد و زاہد کہلائے۔ سلوک کی تعلیم دینے کا آپ کو اس قدر ملکہ اور خاصہ تھا کہ عام آدمی بھی با آسانی آپ کی بات اور اس سے نکلنے والے مقصد کو سمجھ جاتا اور یہی وجہ تھی آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے والے حضرات بہت جلد اپنی منزل اور مقام کو پا لیتے اور خدا رسیدہ ہو جاتے تھے۔ آپ کی تحریر و تقریر میں ایک عجیب تاثیر تھی کہ سننے والے کے دل میں اترتی جاتی اور تحریر کا حال یہ کہ معمولی پڑھا لکھا بھی پڑھنے کے بعد بڑے پڑھے لکھوں سے گفتگو میں آگے نکل جاتا تھا۔ اخلاق محمدی کا عملی نمونہ آپ کی ذات والا صفات تھی ایثار کا جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ دروازے پر آنے والے سائل کو کبھی نہ جھڑکا اور مانگنے والے کو اس کی ضرورت سے زیادہ دیا کرتے تھے۔ آپ کی گفتگو میں اس قدر نرمی تھی آنے والا جب کوئی تکلیف بیان کرتا یا اپنا کوئی مسئلہ پیش کرتا تو آپ اس کی بات کو پوری توجہ سے سنتے۔ ابھی آپ اُس کو مکمل جواب بھی نہ دے پاتے تھے کہ آنے والا اس طرح محسوس کرتا کہ میرا مسئلہ اور مشکل حل ہو چکی ہے۔ آپ کے پاس تمام مکاتیب فکر اور دیگر مذاہب کے لوگ فیض یاب ہوتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ سال بھر میں ایک مرتبہ اپنے عقیدت مندان اور بزرگان کے ہاں عرس یا میلاد شریف کی محافل میں ضرور تشریف لے جاتے تھے۔ حیدر آباد دکن میں ہونے والی روحانی تقریبات کے علاوہ بالخصوص میرٹھ میں حضرت سید مظہر علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ، حضرت صوفی اللہ دیا شاہ صابری علیہ الرحمۃ اور حضرت صابر بخش علیہ الرحمۃ کے آستانہ عالیہ دریا گنج نزد دہلی شہر کے علاوہ انبالہ مظفر نگر اور مشرقی پنجاب کی طرف

ضرورت شریف لے جاتے اور اس دوران اپنے بزرگان کے علاوہ دیگر اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت کرتے ان کے عرس کی محافل میں شریک ہوتے اور اپنے عقیدت مندان کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرماتے اور پوری پوری رات ان کو ذکر جہر کا طریقہ بتاتے۔ آپ کے زمانے کے صوفیاء اپنے مریدین کو تربیت کے لئے آپ کی خدمت میں روانہ کرتے وہ اس لئے کہ آپ کا انداز تربیت انتہائی آسان اور عام فہم ہونے کے علاوہ اخلاق و عرفان سے مزین ہوتا تھا۔ آپ نے پوری زندگی کسی کا دل نہ دکھایا اگر کوئی عقیدت مند آپ کو نذر کے طور پر کچھ دیتا تو آپ اسے واپس لوٹا دیتے اور فرماتے اس پیسے سے کچھ سامان خرید کر اپنے بچوں کو میری طرف سے دے دینا۔ مجھ سے زیادہ ان کا حق تم پر ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ پیر کا کام مرید سے لینا نہیں بلکہ دینا ہے چونکہ مریدین بیچارے صبح سے شام محنت و مزدوری اپنے بال بچوں کے لئے کرتا ہے نہ کہ پیر کے لئے۔ اس لئے شیخ کو چاہیے کہ وہ مرید کے مال پر نظر نہ رکھے بلکہ اس کے حال پر نظر رکھے۔

حضرت قمر المشائخ کا آپ کو خراج تحسین ☆: راولپنڈی شہر کے عظیم روحانی پیشوا قمر المشائخ پیر طریقت الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۵-۱۶ ذی الحج ۱۹۹۹ء اکثر اپنی محافل اور مجالس میں آپ حضرت سید غلام حسین شاہ صاحب چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ بڑی محبت سے فرمایا کرتے۔ حالت یہ تھی کہ حضرت قمر المشائخ جب آپ کا اسم گرامی زبان پر لاتے تو آبدیدہ ہو جاتے تھے۔ حضرت قمر المشائخ فرماتے تھے کہ حضرت کا انداز گفتگو بہت پختہ اور علمی ہوتا تھا مگر باوجود اس کے عام آدمی با آسانی بات اور اس کے مقصد کو سمجھ جاتا تھا۔ آپ انتہائی درجہ کے خلیق و شفیق اور مہربان طبیعت کے مالک تھے۔ حضرت قمر المشائخ فرماتے ہیں کہ میرٹھ میں جب کبھی آپ اپنے پیر بھائی حضرت اللہ دیا شاہ علیہ الرحمۃ جو کہ میرے پیر و مرشد ہیں کہ پاس تشریف لاتے تو آپ مجھ پر خصوصی شفقت اور توجہ فرماتے اور پھر گرد و نواح میں جہاں کہیں بھی عرس

ودیگر محافل میں تشریف لے جاتے تو مجھ کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ آج کے دور میں حضرت جیسادرویش کوئی نظر ہی نہیں آتا۔

آپ کے خلفائے نامدار ☆: یوں تو آپ کے خلفاء کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر راقم الحروف کو ابھی تک جن حضرات کے اسمائے گرامی ملے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔ (نمبر ۱) حضرت خلیفہ جمیل احمد خان چشتی صابری امر وہوی محلہ بٹواں امر وہہ ضلع مراد آباد یوپی انڈیا۔ (نمبر ۲) خلیفہ وزیر علی چشتی صابری امر وہوی ضلع مراد آباد انڈیا۔ (نمبر ۳) خلیفہ حضرت سید ولی محمد شاہ علیہ الرحمۃ ساکن موضع پوٹھ ضلع میرٹھ۔ (نمبر ۴) حضرت صوفی عبدالحکیم چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا مزار منڈی فاروق آباد ضلع شیخوپورہ پاکستان میں مرجع خاص و عام ہے۔ (نمبر ۵) خلیفہ حضرت صوفی پیر سید عبدالحق شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا مزار گلالی پور شریف چک ۷۲ گ۔ ب فیصل آباد میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے قابل ذکر مریدین میں سے حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ ممتاز ہیں۔ جو دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے اور کئی صوفیاء کے استاد تھے۔ تمام زندگی خدا کے گھر یعنی مسد اور قرآن پاک کی خدمت کی۔ رہائش حضرت حافظ قمر الدین چشتی صابری مظہری رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش کے قریب تھی۔ تعلق بھی بہت قریبی تھا۔ جبھی تو حافظ فیض محمد صابری حضرت حافظ قمر الدین صابری علیہ الرحمۃ کے ہر عرس پاک کی تقریب میں شریک ہوتے۔ اللہ درجات بلند کرے۔

آپ کی علمی یادگاریں ☆: آپ کو شعر گوئی سے بھی شغف تھا۔ کئی غزلیات آپ کی والد صاحب کے ورثہ سے ملی ہیں۔ فقیر راقم الحروف کے پاس موجود ہیں آپ نے اپنے چچا مرشد حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ احمد صابری آبادی شہ میرٹھی علیہ الرحمۃ کی سوانح ایک کتاب تذکرۃ العارفین فی حیات مظہریہ بھی تحریر فرمائی۔

وصال باکمال ☆: وصال سے قبل آپ اپنے خلیفہ صوفی عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ

کے گاؤں چھوٹے شریف ضلع کرنال تشریف لائے ہوئے تھے۔ قبل از وصال حضرت میراں بھیکھ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری کو گئے۔ آپ کا وصال باکمال حضرت سید میراں شاہ علیہ الرحمۃ کے مزار سے واپسی پر چھوٹے شریف ضلع کرنال جاتے ہوئے راستے میں مورخہ گیارہ ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ کو ہوا مزار شریف موضع چھوٹے شریف ضلع کرنال میں مرجع خاص و عام ہے۔

تقسیم ہند کے بعد اگرچہ موضع چھوٹے شریف کی آبادی میں صرف ہندو ہی رہتے ہیں مسلمانوں کا ایک بھی گھر موجود نہ ہے۔ مگر باوجود اس کے آپ کے مزار پر ہندو آپ کا عرس منعقد کرتے ہیں اور اپنی حاجات کے لئے آپ کے آستانہ پر حاضری دے کر مرادیں پاتے ہیں جس کا مشاہدہ حضرت صوفی عبدالحکیم صابری کے فرزند حضرت پیر غلام فرید صابری کر کے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ غلام حسین صابری حیدر آبادی دکنی کے درجات کو اعلیٰ فرمائے۔ اور ان کی اولاد کو بھی سعادتِ دارین عطا فرمائے۔ (آمین)

حَقُّ

حَقُّ

حَقُّ

مقدمہ از مؤلف

حضرت غلام حسین شاہ چشتی صابری خاموش حیدر آبادیؒ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
حَبِيبِهِ وَرَسُولِهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَجَمِيعِ أَوْلِيَائِهِ أَمَّتِهِ أَجْمَعِينَ۔

اما بعد حقیر سراپا تقصیر خواجہ غلام حسین شاہ چشتی الصابری دکنی حیدر آبادی ارباب عقل
ودانش کی خدمت میں عرض کناں ہے کہ ان دنوں اہل سلسلہ کے چند عقیدت مندوں مثلاً
خواجہ محمد عبدالعزیز، خواجہ محمد عبدالغفور، خواجہ محمد فضل الہی روپڑی، محمد انوار الحق سنبھلی اور جمیل
احمد امرہوئی وغیرہم نے اپنی خواہش ظاہر کی کہ اردو زبان میں کوئی ایسا عام فہم رسالہ لکھا
جائے جو سلوک و معرفت، اخلاق اور پند و نصائح کا پیکر تمام ہو جس سے ہم طالب علم بھی
فائدہ اٹھائیں اور علماء و فضلاء بھی استفادہ کریں۔ اگرچہ یہ عاجز ناخواندہ ہے۔ کچھ ایسا پڑھا
لکھا نہیں ہے جو اس کام کو اچھی طرح انجام دے۔ لیکن مجبور ہو کر میں نے اپنے دینی
بھائیوں کا دل رکھنے کے لئے، آئمہ دین مثلاً حضرت مولانا رومؒ، حضرت سعدیؒ، جامیؒ،
حسن سنجری، سید اشرف علیؒ، عبدالفتاح مصنف کلید دانش اور حافظ شیرازیؒ رحمۃ اللہ علیہم کی
تصنیفات اور ملفوظات سے استفادہ کر کے ایک حسین گلدستہ تیار کیا اور نام اس کا نام ”اخلاق

ایہ حضرت مؤلف رحمہ اللہ کا انکسار ہے کیونکہ

جو اعلیٰ ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے ملتے ہیں
صراحی سرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانہ

صابری فی عرفان باری“ رکھا۔ تاکہ طلب حق کے مسافر اس سے فائدہ حاصل کریں اور اخلاق و کردار کی تشکیل میں آسانی پیدا ہو سکے۔ اس رسالہ کو سوال و جواب کے اسلوب پر مرتب کیا گیا ہے تاکہ لوگ اس کی عبارات کو یاد کر کے دلجمعی کے ساتھ فائدہ حاصل کریں اور میں اصحاب علم و دانش سے ملتمس ہوں کہ اس رسالہ کی تالیف و ترتیب میں کوئی سہو یا خطا پائیں تو اسکی اصلاح فرمادیں اور اگر اس تالیف کا کوئی حرف انھیں پسند آجائے تو اس کے مولف کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں۔^۲

وما توفیقی الا باللہ العظیم علیہ توکلت و الیہ انیب

^۲ ہمارا خوں بھی شامل ہے تزمین گلستاں میں
ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے

سوال: اللہ تعالیٰ سے کیا مانگنا چاہئے؟

جواب: اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کی ہی ذاتِ اقدس کو مانگنا چاہئے^۱ اور دونوں جہانوں کی خیریت و عافیت مانگنی چاہیے۔

خواہم از تو خوبی ہر دوسرا ورز تو خواہم خوبی ہر دوسرا
ترجمہ: اے خدا میں تجھ سے دونوں جہان کی خوبیاں مانگتا ہوں۔ میرے پالنے والے!
میں تجھ سے تجھی کو مانگتا ہوں^۲

سوال: سلوک کیا ہے؟

جواب: احکامِ الہی کا بجالانا اور بندگانِ خدا پر شفقت کرنا۔

سالکانِ راہِ حق در امر او یک زماں غافل نیند از جستجو
ترجمہ: سالکانِ راہِ خدا اس کا امر بجالانے اور اس کی جستجو سے، ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہیں۔

سوال: زندگی کیسے بسر کرنی چاہئے؟

جواب: خوشی سے اور کسی کو دکھ دیئے بغیر^۳۔

باید چو برق خندہ زناں زیست در جہاں نہ ہنچو ابر بر سر دنیا گریستن

۱۔ تجھ سے تجھی کو مانگ کر مانگ لی ساری کائنات
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

۲۔ سب کے دل میں ہے جگہ تیری جو تو راضی ہوا
مجھ پہ گویا اک زمانہ مہرباں ہو جائے گا

۳۔ وصل کے اسباب پیدا ہوں تیری تحریر سے
دیکھنا کوئی دل نہ دکھ جائے تیری تقریر سے

ترجمہ: انسان کو دنیا میں بجلی کی طرح جینا چاہئے۔ بادل کی طرح روتے ہوئے زندگی بسر کرنا مردوں کا شیوہ نہیں۔

سوال: زندگی کس عمل میں گزارنی چاہیے؟

جواب: زندگی علم حاصل کرنے میں اور اس پر عمل کرنے میں بسر کرنی چاہئے^۴

میا موز جز علم گر عاقلی کہ بے علم بودن بود غافل
ترجمہ: اگر تو عقلمند ہے تو علم کے بغیر کچھ نہ سیکھ کہ بے علم رہنا غفلت میں رہنا ہے۔

سوال: علم سے کیا حاصل ہوتا ہے؟

جواب: علم حاصل کرنے والا اگر چھوٹا ہے تو بزرگ ہو جاتا ہے اور اگر فقیر ہو تو تو نگر ہو جاتا ہے۔

علم ہمجور باشد چونکہ شد کہنہ تازہ تر باشد
ترجمہ: علم کا معاملہ سونے جیسا ہے وہ جتنا پرانا ہوتا جاتا ہے اتنا ہی تازہ ہوتا جاتا ہے۔

سوال: سیدھا راستہ کیسے معلوم ہوتا ہے؟

جواب: علم کی روشنی سے ہی انسان سیدھے راستے پر چل سکتا ہے۔

چو شمع از پئے علم باید گداخت کہ بے علم نتواں خدا را شناخت
ترجمہ: انسان کو علم کی راہ میں شمع کی طرح پگھلنا چاہئے۔ کیونکہ علم کے بغیر تو آدمی اللہ تعالیٰ کی معرفت سے ہی محروم رہتا ہے۔

سوال: دنیا کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو چیز آخرت میں کام نہ آئے وہ دنیا ہے^۵

۴ اس راہ میں مقام بے محل ہیں
جو ٹھہرے ذرا کچل گئے ہیں
۵ اسے ہم آخرت کہتے ہیں جو مشغول حق رکھے
خدا سے جو کرے غافل اسے دنیا سمجھتے ہیں

مولانا رومؒ فرماتے ہیں

چپست دنیا از خدا غافل شدن نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
ترجمہ: دنیا کیا ہے؟ دنیا خدا سے غافل ہونے کا نام ہے۔ چاندی، سونا، مال و
دولت، بیوی اور بچے۔ اگر اللہ تعالیٰ سے غافل نہ کریں تو دنیا نہیں ہیں۔

سوال: راہِ سلوک کا زاہدِ راہ کیا ہے؟

جواب: اپنے نفس کو مغلوب اور عاجز کرنا ہی سا لکینِ راہِ حق کا اصل سرمایہ ہے۔^۱
ہر کہ نفس خویش را مغلوب کرد آتش دوزخ برو گردید سرد
ترجمہ: جس نے اپنے نفس کو مغلوب کر لیا۔ اس پر دوزخ کی آگ ٹھنڈی ہو جائے گی۔

سوال: نفس کس طرح مغلوب ہوتا ہے؟

جواب: نفس اس کی مخالفت سے مغلوب ہوتا ہے
مراد ہر کہ بر آری مطیع امر شود خلاف نفس کہ فرماں چو یافت بیزار است
ترجمہ: نفس کے علاوہ تو جس کی بھی مراد پوری کرے گا وہ تیرا فرمانبردار ہو جائے
گا۔ یعنی نفس ایک ایسی چیز ہے تو اس کی جتنی بھی خواہشات پوری کرتا جائے گا وہ اتنا ہی
سرکشی اختیار کرتا جائے گا۔ لہذا تو اس کی مخالفت ہی کیا کر، تاکہ وہ سرکش نہ بنے۔

سوال: عزت کس چیز سے زیادہ ہوتی ہے؟

جواب: کم بولنے سے ے

بہ پیرے رسیدم در اقصائے یونان بدو گفتم اے آنکہ با عقل و ہوشی
بمردم چه بہتر بہر حال گفتا اگر راست پرسی خاموشی خاموشی
ترجمہ: میں ملک یونان میں ایک بزرگ کے پاس گیا اور ان سے عرض کیا آپ

۱ ہر چند سبک رفت ہوئے بت شکنی میں
ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہیں سنگ گراں اور

صاحب عقل و دانش ہیں۔ آدمی کیلئے ہر حال میں کیا چیز بہتر ہے جسے وہ ہر حال میں اختیار کرے۔ انھوں نے فرمایا اگر تو سچ پوچھتا ہے تو وہ چیز خاموشی ہے۔ یعنی خاموشی اختیار کرنا چاہئے۔^۷

سوال: سب سے زیادہ نیکی کس کے ساتھ کرنی چاہئے؟
جواب: ماں اور باپ کے ساتھ، یعنی ماں اور باپ اس چیز کے مستحق ہیں کہ ان کے ساتھ سب سے بڑھ کر حسن سلوک کرنا چاہیے۔

جنت برضائے مادرِ انست حقا کہ رضائے ما درانست
ترجمہ: جنت ماں باپ کی رضامندی پر ملتی ہے۔ قسم بخدا! ہماری رضامندی بھی اُسی میں ہے۔

سوال: برا سلوک کس سے کرنا چاہئے؟
جواب: نفس کے ساتھ۔
مکن نفس امارہ را پیروی کہ ناگاہ گرفتار دوزخ شوی
ترجمہ: نفس امارہ کی کبھی پیروی نہ کر۔ اگر ایسا کیا، تو یکا یک دوزخ میں گرفتار ہو جائے گا۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی رضامندی کس چیز سے حاصل ہوتی ہے؟
جواب: اوّل والدین کی خدمت کرنے سے۔ دوم اللہ تعالیٰ کے بندوں کی خدمت کرنے سے۔^۸

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد	ہر کہ خود را دید او محروم شد
۷ کہہ رہا ہے شور دریا سے سمندر کا سکوت	۷ جتنا جس کا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے
۸ یہی ہے ذوق عبادت کی انتہا ساغر غم حیات کے ماروں کا احترام کرو	

ترجمہ: جس نے خدمت کی وہی مخدوم ٹھہرا۔ اور جس نے اپنے کو دیکھا (یعنی مغرور ہوا) وہی محروم ہوا۔

سوال: کونسی نیکی اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟

جواب: وہ نیکی جو والدین، استاد، پیرومرشد، قبیلہ، بیٹوں اور قرابتداروں سے کی جائے۔
بخویشان خود نیک باش اے پسر کہ از اصل و فرع است ذوقِ ثمر
ترجمہ: بیٹا! اپنے قرابتداروں سے اچھا سلوک کر، کیونکہ پھل کی حلاوت جڑ اور شاخوں کی وجہ سے ہی ہوتی ہے۔

سوال: کون سی بدی اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے؟

جواب: وہ بددعا جو اپنی چھوٹی اولاد کے حق میں کی جاتی ہے۔

بددعائے والدین آید چو تیر ہر ہدف در حق طفلانِ صغیر
ترجمہ: ماں باپ کی بددعا چھوٹے بچوں کو ایسے ہے جیسے تیر نشانے پر لگتا ہے۔ یعنی والدین کو چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کے لئے بددعا نہ کرے۔

سوال: سعادت مند کی نشانی کیا ہے؟

جواب: تین چیزیں سعادت مندی کی نشانی ہیں۔ ایک علم۔ دوسری سخاوت۔ تیسری خندہ روئی، یعنی مسکراتے چہرے والا اور صاحبِ اخلاق ہونا۔^۹

نیک بختی را دلیل آید بدارا روئے خوش و علم و سخاوت برکساں
ترجمہ: توا جان لے کہ خوش نصیبی کی پہچان یہی چیزیں ہیں۔ ہنس مکھ صورت، علم اور غریبوں پر سخاوت کرنا۔

سوال: سب سے اچھے کام کون سے ہیں؟

۹ یہ ذکر نیم شمی یہ مراقبہ یہ سُرور
تیری خودی کے نگہاں نہیں تو کچھ بھی نہیں

جواب: علماء اور حکماء کی مجلس میں بیٹھنا اور ان کی صحبت سے فائدہ حاصل کرنا۔ عالم عالم ربّانی ہی ہے۔ اور حکیم وہی ہے جو غریبوں کا علاج کرتا ہے۔

صحبت دانا چو عطر آمد بجا کن معطر زان مشام خویش را
ترجمہ: دانا کی صحبت عطر کی طرح ہوتی ہے۔ اپنے مشام جاں کو اس سے معطر کر

سوال: مرد عارف اور حق شناس کو پہچاننے کی دلیل کیا ہے؟

جواب: مرد حق شناس وہی ہے جو کسی کا دل نہ دکھائے۔ حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں
مباش در پئے آزار ہر چہ خواہی کن کہ در طریقت ماغیر ازیں گناہے نیست
ترجمہ: کسی کو دکھ دینے کے در پئے نہ ہو، اس کے سوا جو تیرا جی چاہے کرتا رہ ہماری
طریقت میں اس کے سوا کوئی گناہ نہیں ہے۔^{۱۰}

سوال: کسی کو دکھ نہ دینے کا ملکہ کیسے پیدا ہوتا ہے؟

جواب: اپنے آپ کو تمام مخلوق سے کم تر، بدتر اور عاجز جاننے سے۔
تو خود را گماں بردہ پُر خرد انائے کہ پرشد دگر چوں پُر د
ز دعوی پُری زان تہی میروی تہی آئی تا پُر معانی شوی
ترجمہ: تو اپنے کو بہت عقلمند سمجھتا ہے۔ جو برتن پہلے ہی بھرا ہوا ہو دوبارہ کیسے بھرے گا؟ تو
صرف دعویٰ سے بھرا ہوا ہے اس لئے خالی ہو کر آتا کہ معانی و معارف سے تیرا دامن مراد بھر سکے۔
سوال: انسان میں فائدہ حاصل کرنے کی صفت کیسے پیدا ہو سکتی ہے؟

جواب: علماء و حکماء کی صحبت کی برکت سے

صحبت علماء مثال کیمیا زان مسِ اعمال تو گردد طلا
ترجمہ: علماء کی صحبت کیمیا کی طرح ہے۔ اُس سے تیرے اعمال کا تانبا بھی سونا

۱۰۔ دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کرو بیاں

ہو جائے گا۔

سوال: فقیری میں کیا چیز اختیار کرنا چاہئے؟ یعنی فقیری سے مطلوب کیا ہونا چاہئے؟

جواب: صرف اور صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی خوشنودی۔

در رضائے حضرت حق باش و دست و پامزن می شود قلاب محکم تر چوماہی می طپد
ترجمہ: ہر وقت رضائے خداوندی کا طالب رہ۔ ہاتھ پاؤں مت مار یعنی بیقرار نہ
ہو۔ جب مچھلی تڑپتی ہے تو جال کی کنڈی اور زیادہ محکم ہو جاتی ہے۔

سوال: حق تعالیٰ کی عبادت کی طرف انسان کا دل کس طرح مائل ہو سکتا ہے؟

جواب: موت کو یاد رکھنے سے۔

غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش شاید ہماں نفس نفس واپسین بود
ترجمہ: تیرا ایک سانس بھی یاد خدا سے غفلت میں نہ گزرے۔ شاید وہی سانس تیری
زندگی کا آخری سانس ہو۔^{۱۲}

سوال: دل کس چیز سے سیاہ ہو جاتا ہے؟

جواب: دنیا کی محبت سے۔

حب دنیا راس ہر عصیان بود ترک دنیا صیقل ایمان بود
ترجمہ: دنیا کی محبت ہر گناہ کی سردار ہے^{۱۳}۔ دنیا سے منہ موڑنا ایمان کو جلا بخشتا ہے۔

سوال: دل کی روشنی کس طرح حاصل ہوتی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے

۱۱ اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

۱۲ غافل تجھے گھڑیاں یہ دیتا ہے منادی

خالق نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

۱۳ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے ”حب الدنیاء رأس کل خطیئة“ دنیا کی محبت ہر برائی کی بنیاد ہے۔

بذکرش ہر چہ بنی ور خُروش است ولے داند دیں معنی کہ گوش است
ترجمہ: تو جس چیز کو بھی دیکھے وہی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے شور میں ہے لیکن یہ راز وہی
سمجھتا ہے جس کے پاس کان ہوں۔^{۱۴}

سوال: دنیا میں کس طرح رہنا چاہیے؟

جواب: اس مسافر کی طرح جو کسی سرائے میں رکتا ہے اور جب رات گزر جاتی ہے تو اپنی
منزل کی طرف روانہ ہو جاتا ہے۔

جہاں چست مثل سرائے دو در ازیں سو بیا وزاں سو گذر
ترجمہ: دنیا اس سرائے کی طرح ہے جس کے دو دروازے ہوں ایک دروازے سے
آئے اور دوسرے سے چلا جائے۔

سوال: مرد کو کون سی چیز جان سے بھی بڑھ کر محبوب ہے؟

جواب: دین دار کو دین۔ اور بے دین کو درم یعنی روپیہ پیسہ۔

بدیں اے فرو مایہ دنیا مخر جوئے خر بانجیل عیسیٰ مخر
ترجمہ: اے کمینے! دین بیچ کے دنیا مت خرید۔ عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل کے بدلے
گدھے کی لگام مت خرید۔^{۱۵}

سوال: کسی انسان کی بھلائی یا برائی کیسے معلوم ہو سکتی ہے؟

جواب: اس کی خصلت سے واقف ہو کر اور اس سے ملاقات کر کے۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں:

تواں شناخت بیک لحظہ از شامل مرد کہ تا کجاش رسید است پایگاہ علوم

^{۱۴} ارشاد باری تعالیٰ ہے: وان من شئی الا یسبح بحمدہ ولكن لا تفقہون تسبیحہم (القرآن)
”ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد سے اس کی تسبیح بیان کرتی ہے لیکن تم اس کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو۔“

^{۱۵} دیں ہاتھ سے دیکر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلمان کا خسارہ

و لے زباطش ایمن مباحش و غرہ مشو کہ خبث نفس نگرود بسالہا معلوم
ترجمہ: کسی انسان کی خوبیاں کا علم ایک لحظہ میں ہو سکتا ہے کہ اس کے علم و دانش کی حد
کیا ہے۔ لیکن کبھی بھی اس کے باطن سے بے فکر نہ ہو اور انسان شناسی پر نازاں نہ ہو کیونکہ
نفس کی برائی برسوں میں بھی معلوم نہیں ہوتی۔^{۱۶}

سوال: کون سی بات ہے جو سچ ہو لیکن جھوٹ نکلے؟

جواب: بڑھاپے میں جوانی کا جوش و جذبہ^{۱۷} اور غربت آنے پر امیری کا سب غرور جھوٹ
ثابت ہو جاتا ہے۔

مرد چو پیر شود حرص جواں میگردد زر چو از دست رود خطرہ جاں میگردد
ترجمہ: آدمی جب بوڑھا ہوتا ہے۔ اسکی حرص جواں ہو جاتی ہے اور جب زر ہاتھ
سے نکل جاں کا خطرہ ہوتا ہے۔

سوال: دوست کیسے پہچانا جاتا ہے؟

جواب: حاجت اور مشکل کے وقت ہی دوست اور دشمن پہچانے جاتے ہیں۔
شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں

دوست شمار آنکے در نعمت زند لاف یاری و برادر خواندگی
دوست آں باشد کہ گبر دست دوست در پریشاں حالی و در ماندگی
ترجمہ: جو اچھے حالات میں دوستی اور بھائی چارے کے لمبے چوڑے دعوے کرے
اسے دوست نہ سمجھ۔ دوست تو وہ ہوتا ہے جو مجبوری اور پریشانی کے وقت دوست کا دست
وباز و بنتا ہے۔

۱۶ بڑی باریک ہیں واعظ کی چالیں
لرز جاتا ہے آوازِ اذال سے

۱۷ پیری کے بوجھ سے تو نہیں ہے کمر میں خم
میں جھک کے دیکھتا ہوں جوانی کدھر گئی

سوال: ناخلف اور نالائق بیٹے کے مثال کیسی ہے؟

جواب: ناخلف بیٹا چھٹی انگلی کی طرح ہوتا ہے۔ اگر اسے کاٹیں تو درد ہوتا ہے اور نہ کاٹیں تو قبیح اور بھدی معلوم ہوتی ہے۔

ناخلف فرزند را انگشت ششم گفته اند گر بدارد عیب باشد و ربرد درد ہاست
ترجمہ: نالائق بیٹے کو چھٹی انگلی کہا جاتا ہے اگر نہ کاٹیں تو جسم عیب دار ہو جاتا ہے اور اگر کاٹیں تو درد ہوتا ہے۔

سوال: مقیم بہتر یا مسافر؟

جواب: مسافر جاری پانی کی طرح ہے اور مقیم ٹھہرے ہوئے پانی کے مشابہ^{۱۸} ہے۔
مسافر چو آب رواں صاف تر مقیم است چو آب بستہ نشر
ترجمہ: مسافر آب رواں کی طرح صاف اور شفاف ہوتا ہے اور مقیم ٹھہرے ہوئے پانی کی طرح ہے۔

سوال: گناہوں کی دوا کیا ہے؟

جواب: ایسی توبہ کرنا جو اخلاص سے لبریز ہو^{۱۹} جسے توبہ نصوحا (ایسی توبہ جس میں دوبارہ گناہ نہ کرنے کی نیت کی جائے) کہا جاتا ہے۔

توبہ آمد ہچو صابون گناہ صافی دل از خدا پیوستہ خواہ
ترجمہ: توبہ گناہ کی میل کے لئے صابن کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ دل کی صفائی کا سوال کیا کر۔

سوال: صاحب دولت کا کون سا عمل بہتر ہے؟

۱۸ عیش منزل ہے عمر زیبا محبت پہ حرام
سب مسافر ہیں بظاہر نظر آتے ہیں مقیم

۱۹ ہونیں بارشیں کرم کی اسی وقت آسمان سے
جو لپٹ کے رو دیئے ہم تیرے آستان سے

جواب: محتاجوں کو کھانا کھلانا اور مہمانوں کی خدمت میں مشغول رہنا۔

غریب آشنا باش و سیاح دوست کہ سیاح جلاب نام نکوست
ترجمہ: غریب کا ساتھی اور مسافر کا دوست۔ کیونکہ مسافر نیکی کے نام کو لے جانے والا ہے۔ یعنی مسافر نیکی نامی کا سبب بنتا ہے۔

سوال: وہ کون سا شخص ہے کہ جہاں جائے لوگ اس سے محبت کرتے ہیں؟

جواب: صاحبِ ادب۔^{۲۰}

چند روزے کہ دریں خانہ تن مہمانی با ادب باش کہ خاصیت مہمانی ادب است
ترجمہ: تو چند دن اس دنیا میں مہمان ہے۔ ادب سے رہو، کیونکہ ادب کے ساتھ رہنا ہی مہمان کے شایاں شان ہے۔

سوال: خواب بہتر ہے یا بیداری۔ یعنی سونا بہتر ہے یا جاگنا؟

جواب: ظالم کا سونا بہتر ہے اور عادل کا جاگنا۔ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں
ظالمی را خفته دیدم نیمروز گفتم ایں فتنہ است خوابش برده بہ
آنکہ خوابش بہتر از بیداری است آنچنان بہ زندگانی مردہ بہ
ترجمہ: میں نے دوپہر کے وقت ایک ظالم کو سویا ہوا دیکھا۔ میں نے کہا یہ فتنہ ہے
اس کا سونا بہتر ہے۔ ایسی بری زندگی والے آدمی کا مر جانا ہی بہتر ہے۔

سوال: تمام اوراد سے بہتر ورد کون سا ہے؟

جواب: ہر دم اللہ تعالیٰ کو یاد کرے۔ اور موت کو کبھی نہ بھولے۔

ہر آں کہ غافل از حق یک زماں است در آں دم کافر است اما نہاں است

دور	بیٹھا	غبار	راہ	سے	میر
عشق	بن	ادب	نہیں	آتا	
ادب	پہلا	قرینہ	ہے	محبت	کے
بادب	بالصیب	بے	ادب	بے	نصیب

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کی یاد سے ایک لحظہ کیلئے بھی غافل ہے وہ اسی وقت کافر ہے۔ لیکن پوشیدہ ہے۔

سوال: رزق کیا ہے؟

جواب: جو کچھ تجھے ملے وہی رزق ہے۔

گر زمیں را بآسماں دوزی نشود جو زیادہ از روزی
ترجمہ: اگر تو آسمان کو زمین سے بھی ملادے تو تیری روزی میں جو برابر بھی اضافہ نہیں ہوگا۔

سوال: وہ کون سا شخص ہے جس میں اگر سو عیب بھی ہوں تب بھی لوگ اسے نہیں پکڑتے؟

جواب: سخاوت کرنے والا اور کریم شخص۔

سخاوت مس عیب را کیمیا است سخاوت ہمہ عیب ہا را دوا است
ترجمہ: سخاوت عیب کے تانبے کیلئے کیمیا ہے سخاوت تمام دردوں کی دوا ہے۔

سوال: کتنی چیزیں ہیں جو غم کو دور کرتی ہیں؟

جواب: دو چیزیں غم کو دور کرتی ہیں ایک دوسرے سے نرمی سے پیش آنا دوسری: مخلص دوست کی صورت دیکھنا۔^{۲۱}

رفیق خوب کیمیا است چوں اکسیر در عالم بدست ہر کہ افتد کیمیا گرمیتواں گفتن
ترجمہ: اچھا دوست اس دنیا میں اکسیر کی طرح بہت ہی کم ملتا ہے جس شخص کو ایسا دوست ملے اسے کیمیا گر کہہ سکتے ہیں۔^{۲۲}

۲۱ ان کے دیکھے سے جو آ جاتی ہے منہ پر رونق

وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

۲۲ اسی اقبال کی میں جستجو کرتا رہا برسوں

بڑی مدت کے بعد آخر یہ شاہیں زیر دام آیا

سوال: مرد عاقل کون ہے؟

جواب: وہ شخص جو دنیا کی مخالفت سے غمگین اور موافقت سے خوش نہ ہو۔

ز رنج و راحت گیتی مر نجا دل مشو خرم کہ آئین جہاں گاہے چینیں گاہے چناں باشد
ترجمہ: اس دنیا کے رنج و راحت سے آزرده ہونہ خوش۔ کہ اس دنیا کی روش کبھی کیسی
ہے اور کبھی کیسی۔

سوال: عالی ہمت کون ہے؟

جواب: وہ شخص جو آخرت کی نعمت کو دنیا کی نعمت پر ترجیح دے۔^{۲۳}

دلے کہ حور بہشتی رلود ویغما کرد کئی التفات کند بر بتان یغمائی
ترجمہ: جس دل نے حوران بہشتی کو لوٹ لیا وہ دنیاوی بتوں کو طرف کب دیکھتا
ہے۔^{۲۴}

سوال: وہ کون سا مرض ہے کہ جس کے علاج سے ماہر طبیب بھی قاصر ہے؟

جواب: وہ حماقت اور بیوقوفی کا مرض ہے۔

خوئے بد در طبیعت کہ نشست نہ رود جذ بوقت مرگ از دست
ترجمہ: بُری عادت جس کی طبیعت میں گھر کر جاتی ہے۔ وہ مرتے دم تک اس سے
چھٹکارا نہیں پاسکتا۔ یعنی بُری عادت اور بُری خصلت کو بدلنا ناممکن ہو جاتا ہے۔^{۲۵}

سوال: مرد اور عورت کے درمیان کیا فرق ہے؟

۲۳ توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے

یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

۲۴ تخت سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں

بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں

۲۵ نہ ہو طبیعت ہی جن کی قابل وہ تربیت سے نہیں سنورتے

ہوا نہ سرسبز رہ کے پانی میں عکس سرو کنار جو کا

جواب: جو فرق آسمان سے زمین تک ہے یعنی جب تک آسمان سے پانی نہ بر سے زمین پر فصلیں نہیں اُگتیں..... یعنی مرد اور عورت ایک دوسرے کا تکملہ ہیں۔

تخم از زمین خوب برگ و ثمر رسد ضائع مکن بشورہ زمین تخم خویش را
ترجمہ: اچھی زمین بیج کو برگ و ثمر تک پہنچا دیتی ہے۔ کھاری زمین میں اپنے بیج کو ضائع مت کر۔

سوال: کون سا ایسا عمل ہے جسے بجالانے سے انسان دنیا والوں سے امن پالیتا ہے؟
جواب: دوستوں کے ساتھ مہربانی اور شفقت، دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک اور سخاوت۔

حافظ شیرازی فرماتے ہیں
آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است بادوستاں تَلَطَّف بادشمنان مدارا
ترجمہ: دونوں جہان میں امن کا راز ان دو حرفوں میں پوشیدہ ہے۔ دوستوں کے ساتھ مہربانی اور دشمنوں کے ساتھ صلح اور تواضع۔

سوال: وہ کون سی چیزیں ہیں جو زندگی سے بہتر اور موت سے بھی بدتر ہے؟
جواب: نیک نامی زندگی سے بہتر ہے اور موت سے بدتر بخل اور بدنامی ہے
شرف ذات بجد است و کرامت بسجود ہر کہ ایں ہر دو ندارد عدمش بہ ز وجود
ترجمہ: انسان کی شرافت سخاوت سے ہے اور بزرگی سجدہ سے۔ یعنی نماز پڑھنے سے۔ جس شخص میں یہ دونوں چیزیں نہیں پائی جاتیں اس کی موت اسکی زندگی سے بہتر ہے۔

سوال: تمام کاموں میں سے بہتر کون سا کام ہے؟
جواب: اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا مندی
فکر عقبی ہمیں کند دانا عاقبت کار با خداوند است

ترجمہ: عقلمند صرف عاقبت کی فکر کرتا ہے کیونکہ سارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے دستِ

قدرت میں ہے

سوال: جسم کی صحت کس عمل میں ہے؟

جواب: صحیح بھوک کے لگنے پر کھانا کھانا اور ابھی بھوک باقی ہو تو کھانے سے ہاتھ روک لینا۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں

بآنکہ در وجود طعام است حظ نفس رنج آور طعام کہ بیش از قدر بود
گر گل شکر خوری بہ تکلف زیاں کند ورنان خشک دیر خوری گل شکر بود
ترجمہ: باوجود اس کے کہ کھانے میں جسم کی لذت ہے۔ لیکن اگر کھانا بھی ایک حد
سے زیادہ ہو تو بیماری کا سبب بن جاتا ہے۔ اگر گلکند بھی تکلف سے کھایا جائے تو نقصان کرتا
ہے اور اگر خشک روٹی دیر سے کھائی جائے تو گلکند ہو جاتی ہے۔ (یعنی بھوک کے وقت خشک
روٹی بھی گلکند معلوم ہوتی ہے)

سوال: دوست کون ہے؟

جواب: دوست وہ ہے جو لوگوں کے سامنے تیرے عیب کو چھپائے اور خوبیاں بیان
کرائے اور تیرے سامنے تیری خوبیاں چھپائے اور عیب ظاہر کرے۔

ہر کہ عیب دیگر اں پیش تو آور دشمرد بیگماں عیب تو پیش دگراں خواہد برد
ترجمہ: جو کوئی دوسروں کا عیب تیرے سامنے بیان کرے تو یقین جان کہ وہ تیرے
عیب بھی دوسروں کے پاس بیاں کرے گا۔

سوال: انسان کو کون سا عمل لوگوں کا محبوب بناتا ہے؟

جواب: ہر کسی سے خندہ پیشانی سے ملنا اور سچا معاملہ کرنا

ز بخت روئے ترش پیش یار عزیز مرو کہ عیش بز و نیز تلخ گردانی
بحاجتہ کہ روی تازه رو و خنداں رو فرد نہ بندو کار کشادہ پیشانی

ترجمہ: بد نصیبی سے پریشان ہو کر کسی دوست عزیز کے پاس مت جا۔ اس طرح تو اس کے عیش و راحت میں بھی تلخی گھول دے گا۔ تو خوش و خرم رہ اور ہنستا ہوا جا۔ کیونکہ کشادہ پیشانی والے اور ہنس مکھ انسانوں کے کام کبھی نہیں رُکے۔

سوال: دنیا کی نعمتوں میں سے کتنی چیزیں بہتر ہیں؟

جواب: وہ چار چیزیں ہیں۔ ایک حلال ذریعہ سے کمائی ہوئی روزی۔ دوسری نیک و صاحب جمال بیوی۔ تیسری صالح بیٹا اور چوتھی نیک نامی و سعادت مندی۔

سوال: توبہ جوانی میں بہتر ہے یا بڑھاپے میں؟

جواب: جوانی میں بہتر ہے کیونکہ بوڑھا آدمی توبہ کے سوا اور کربھی کیا سکتا ہے۔^{۲۶}

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں

موئے برتن ہمہ سفید شدہ بر سر ت موئے یک سیاہ نماند
اے حسن توبہ آں زماں کردی کہ ترا طاقت گناہ نہ ماند
ترجمہ: تمام تن کے بال سفید ہو گئے۔ تیرے سر پر ایک بال کالا نہ رہا۔ اے حسن تو نے توبہ اس وقت کی جب کہ تجھ میں گناہ کرنے کی طاقت نہ رہی۔ جوانی میں توبہ کرنا بہت بہتر ہے۔

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری ست وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیزگار
ترجمہ: جوانی میں توبہ کرنا طریقہ پیغمبری ہے بڑھاپے کے وقت تو بھیڑیا بھی پرہیزگار بن جاتا ہے۔ یعنی جب بڑھاپے میں ایک درندہ بھی نقاہت اور کمزوری کے سبب شکار کرنے اور چیرنے پھاڑنے سے عاجز آ جاتا ہے تو مجبوراً صبر اختیار کر لیتا ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ بڑھاپے میں توبہ کرنا فضول ہے۔ میرے بھائی! جس وقت بھی اللہ تبارک و

۲۶ عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومن
آخری عمر میں کیا خاک مسلمان ہوں گے

تعالیٰ توبہ کی توفیق عنایت فرمادے۔ غنیمت ہے۔^{۲۷} وہ غفور الرحیم ہے اور فرماتا ہے۔ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ^{۲۸} ”اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو“ توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ ہر وقت توبہ لازم ہے۔

سوال: دوستی کے کتنے درجے ہیں یعنی دوستی کے کتنے حصے ہیں؟

جواب: دوستی کے چار درجے ہیں۔ درجہ اول یہ ہے کہ تو دوست کے گھر میں جائے اور تیرا دوست تیرے گھر آئے، دوسرا درجہ یہ ہے کہ دوست کو گھر بلا کر کھانا کھلائے اور اس کے گھر جا کر کھانا کھائے تیسرا درجہ یہ ہے کہ جب تو دوست سے کوئی چیز لیکر اسے واپس کرے تو وہ واپس نہیں لیتا۔ جب نوبت یہاں تک پہنچے تو جان لے کہ تجھے دوستی کے تین حصے مل گئے اور چوتھا درجہ یہ ہے کہ دوست تجھے اپنا راز بتائے اور تو اسے اپنے راز سے آگاہ کرے۔ جب اس طرح آپس میں ہم آہنگی اور یکجہتی پیدا ہو جائے تو سمجھ لو کہ دوستی کامل ہو گئی ہے۔

سوال: دوست کتنے قسم کے ہوتے ہیں؟

جواب: تین قسم کے۔ مولانا روم فرماتے ہیں

دلایاراں سہ قسم اندا ربدانی زبانی اندو خانی اندو جانی
بنانی ناں بدہ از و ربدکن تواضع کن بیاران زبانی
دل یاران جانی رابدست آر زبہرش جاں بدہ ارمیتوانی
ترجمہ: اے دل! اگر تو جانے تو دوست تین قسم کے ہیں ایک زبانی، دوسرے نانی، تیسرے جانی، زبانی دوستوں سے تواضع سے پیش آ۔ جو دوست نانی ہیں انھیں روٹی دیکر گھر سے رخصت کر دے۔ اور جانی دوست کیلئے اگر ممکن ہو تو جان بھی دیدے۔

۲۷ موتی سمجھ کے شان کریبی نے چن لیے

قطرے گرے جو میرے عرق انفعال کے

۲۸ القرآن الکریم: ۵۳/۳۹

سوال: بھائی بہتر ہے یا دوست؟

جواب: بھائی بشرطیکہ دوست بھی ہو۔

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد فدائے یک تن بیگانہ کہ از خدا آشنا باشد
ترجمہ: ہزار رشتہ دار جو خدا سے بیگانہ ہو اس ایک بیگانہ پر صدقے جو (خدا) آشنا ہو۔ یعنی جو دوست خدا آشنا ہے وہی دوستی کے قابل ہے۔

سوال: کون سی چیزیں روزی کی وسعت میں رکاوٹ ہیں؟

جواب: چھ چیزیں روزی کی وسعت میں رکاوٹ ہیں۔ ایک کاہلی، دوسری عورتوں کی طرف ناجائز رغبت، تیسری دائمی بیماری، چوتھی وطن کی الفت، پانچویں ہمت کی کمی اور چھٹی خوف و ڈر۔

سوال: کمال نیک بختی کی کتنی علامتیں ہیں؟

جواب: دس علامتیں ہیں۔ ایک: اللہ تعالیٰ کے راستہ میں سچائی، دوسری: مخلوق کے ساتھ انصاف، تیسری: اپنے نفس کو تنبیہ کرنا، چوتھی: علمائے باطن یعنی اولیاء کرام کی صحبت اختیار کرنا، پانچویں: بزرگوں کی تعظیم کرنا، چھٹی: چھوٹوں پر شفقت کرنا۔ ساتویں: دوستوں سے حسن سلوک کرنا، آٹھویں: دشمنوں کے ساتھ تحمل و بردباری کا برتاؤ کرنا، نویں: درویشوں کی خدمت کرنا اور دسویں: بے علم کو نصیحت کرنا۔

سوال: محبت کسے کہتے ہیں؟

جواب: محبت وہ ہے جو نیکی سے زیادہ اور بُرائی سے کم نہیں ہوتی

زدوست دوست زنجبدہ ہیچ تقصیرے اگر برنجد وگوید کہ دوستم غلط است
ترجمہ: دوست، دوست کی کسی تقصیر سے رنجیدہ نہیں ہوتا۔ اگر رنجیدہ ہو تو دوستی کا دعویٰ غلط ہے۔^{۲۹}

۲۹ جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں

سوال: بندے کو اللہ تعالیٰ سے کس طرح کا معاملہ کرنا چاہیے؟

جواب: بندے کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے۔ راحت اور آرام کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ سے بندگی کے تعلق کو مستحکم کرنا چاہئے تاکہ سختی اور تنگی کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ بندے کی دستگیری فرمائے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اچھے حالات میں اللہ تعالیٰ کو بھول جائے اور سختی میں اسے یاد کرے۔ بلکہ انسان کو چاہئے کہ وہ آرام اور سختی کے دونوں زمانوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے اور اس کی نعمتوں کا شکر بجالائے۔ اور اپنی ہر حاجت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگے۔ اس لئے کہ اگر ساری دنیا تیری بہتری کیلئے کوشش کرے یا تجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے بغیر تجھے کوئی نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں

گر گزندت رسد ز خلق نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج
از خداداں خلاف دشمن و دوست کہ دل ہر دو در تصرف اوست
گرچہ تیر از کماں ہمیں گزرد ار کماندار بیند اہل خرد
ترجمہ: اگر تجھے مخلوق سے کوئی دکھ پہنچے تو مغموم نہ ہو کہ مخلوق سے نہ راحت پہنچتی ہے نہ رنج، تو یہ جان لے کہ دوست اور دشمن کی مخالفت بھی صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کیونکہ دونوں کا دل صرف اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے۔ اگرچہ تیر کمان سے نکلتا ہے مگر عقلمند کمان پکڑنے والے کو دیکھتا ہے۔

سوال: کلام کرنا بہتر ہے یا خاموش رہنا؟

جواب: خاموشی ہر حال میں بہتر ہے۔ کیونکہ بات کرنے میں ایک فائدہ ہے اور خاموشی رہنے میں دس فوائد ہیں لیکن جو بات کہ بے یادِ خدا کہی جائے۔ لہو و لعب ہے۔

اور جو خاموشی صفاتِ الہی کی معرفت سے خالی ہو سہو ہے۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں

اگرچہ پیشِ خردمند خاموشی ادب است بوقتِ مصلحت آں بہ کہ در سخن کوشی
دو چیز تیرہ عقل است دم فرو بستن بوقتِ گفتن و گفتن بوقتِ خاموشی
ترجمہ: اگرچہ عقل مند کے نزدیک خاموشی ادب ہے۔ کہ مصلحت کے وقت بات
کرنے کی کوشش کرنا بہتر ہے کہ دو چیزیں عقل کیلئے تاریکی ہیں۔ بولنے کے وقت چپ رہنا
اور چپ رہنے کے وقت بولنا۔

سوال: درویشی بہتر ہے یا تو نگری بہتر ہے؟

جواب: تو نگری اس وقت بہتر ہے جب صاحبِ مال درویشوں کی خدمت کرے، اللہ
تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر بجالائے، مال کو اس کے مستحق لوگوں تک پہنچائے، ہر کام
میں خدا سے ڈرے اور تکبر و غرور سے بچا رہے۔ ہاں درویشی اس سے بھی
بدرجہا بہتر ہے۔

گر غنی زر بدامن افشاند تا نظر در ثواب او نہ کنی
از بزرگاں شنیدہ ام بسیار صبر درویش بہ زبذل غنی
ترجمہ: اگر غنی اپنے دامن سے زر جھٹک دے اور اس کے فائدے پر ذرا نظر نہ
کرے تو میں نے بہت سے بزرگوں سے سنا ہے کہ فقیر کا صبر غنی کی بخشش سے بہتر ہوتا ہے۔
سوال: فقیر کون ہے؟

جواب: وہ جو دنیا کے مال کا لالچ نہ کرے۔ اگر کوئی اُسے دے تو رد نہ کرے اور جب لے
تو جمع نہ کرے۔

چیزیکہ بے سوال رسد دادہ خدا است آں را تو رد کن فرستادہ خدا است
ترجمہ: جو چیز بغیر سوال کئے تجھے ملے اسے رد نہ کر کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ نے بھیجی ہے۔

سوال: اسلام کیا ہے؟

جواب: لغت میں اسلام کا معنی گردن جھکانا ہے اور اصطلاح میں اللہ رب العزت کی اطاعت کرنا اور فرمانبرداری کرنا اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ انسان ہر کسی کو اپنے سے خوش رکھے اور کبھی کسی کا دل نہ دکھائے۔^{۳۰}

سوال: ایمان کیا ہے؟

جواب: لغت میں ایمان کا مطلب اپنے آپ کو عذاب سے روکنا اور بے فکر کرنا ہے اور اصطلاح میں زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنا ہے، اپنے آپ کو اللہ رب العزت کے حضور تمام عیبوں سے سلامت رکھنا اور اسکی غیبی امداد کا منتظر رہنا ہے اور اس میں بھی اشارہ اس طرف ہے کہ انسان اپنے آپ سے سب کو راضی اور خوش رکھے اور اس کے بہتر شعبے میں اور سب کی اصل اور سب سے افضل کلمہ طیبہ ہے اور سب سے چھوٹا راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے۔^{۳۱}

سوال: ایمان کی کتنی صفات ہیں؟

جواب: چھ ہیں۔ اوّل: اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک ماننا۔ دوم: اس کے فرشتوں کو برحق سمجھنا، سوم: اس کی کتابوں کو سچا ماننا، چہارم: تمام پیغمبروں کو برحق ماننا۔ پنجم: قیامت پر یقین رکھنا کہ مرنے کے بعد اٹھنا اور حساب دینا ہے اور ششم: یہ سمجھنا کہ نیکی اور بدی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے لیکن اللہ تعالیٰ بندے کے نیک کام کرنے سے خوش ہوتا اور گناہ کرنے سے ناراض ہوتا ہے۔

بیروں زگور لافِ کرامت چہ میزنی ایماں اگر بگور برسی آں کرامت است

۳۰ یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

۳۱ یہ اس حدیث پاک کی طرف اشارہ ہے (الایمان بضع وسبعون و بضع وستون شعبة افضلها قول لا اله الا الله وادناها اماطة الاذی عن الطريق) ریاض الصالحین: ص ۲۴۶۔ کتاب الادب۔ وہ ایمان کے ساٹھ یا ستر کے اوپر کچھ شعبے ہیں سب سے افضل لا اله الا الله کہنا اور سب سے کم راستے سے تکلیف دہ اور چیز کو ہٹانا ہے۔

ترجمہ: قبر سے باہر کرامتوں کی کیا شہنی بگھارتا ہے۔ اگر قبر میں ایمان سلامت لے جائے تو یہی کرامت ہے۔

سوال: کتنی چیزیں یاد رکھنے کے قابل ہیں؟

جواب: وہ چار چیزیں۔ اول: موت، دوم: وہ احسان جو کسی دوسرے شخص نے تجھ پر کیا ہے، سوم: زندگی کے تجربات اور چہارم: نصیحت کرنے والے کی نصیحت۔

سوال: کتنی چیزوں کا بھول جانا بہتر ہے؟

جواب: تین چیزوں کا۔ اول اپنی ہستی کا^{۳۲}، دوم وہ احسان جو تو نے کسی پر کیا ہے، سوم اس برائی کو جو کسی نے تیرے ساتھ کی ہے۔

سوال: کس چیز کا دینا بہتر ہے اور کس کا نہ دینا؟ کھانا کسی چیز کا بہتر ہے اور کس کا نہ کھانا؟

جواب:

ازدادہ چہ بہتر است گفتا کہ طعام نادادہ چہ بہتر است گفتا کہ دشنام از خوردہ چہ بہتر است گفتا کہ غضب نا خوردہ چہ بہتر است گفتا کہ حرام ترجمہ: کہا کہ کس چیز کا دینا بہتر ہے، کہا کہ طعام۔ کہا کہ کس چیز کا نہ دینا بہتر ہے کہا گالی۔ کہا کہ کس چیز کا کھانا بہتر ہے کہا کہ غصہ۔ کہا کہ کس چیز کا نہ کھانا بہتر ہے کہا حرام کا۔

سوال: عبادت کس بات سے بارگاہِ الہی میں مقبول ہوتی ہے؟

جواب: ظاہری اور باطنی طہارت سے۔

تابیاری طہارت ظاہر باطن نیز حق کند طاہر

ترجمہ: جب تو ظاہری طہارت حاصل کر لے گا تو خدا تیرے باطن کو بھی پاک کر دے گا۔

سوال: طہارت ظاہری کیا ہے؟

۳۲ مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

جواب: انسان کا جسم اور لباس صاف ہو اور جائے نماز نجاست خفیفہ اور غلیظہ سے بھی پاک ہو اور نجاست حقیقی اور حکمی سے بھی۔

طہارت چو جوشن خود بود اے جواں نبرد سلاح عزازیل آں
ترجمہ: اے نو جوان! طہارت زرہ کی طرح ہے۔ جسے عزازیل (شیطان) کا ہتھیار بھی نہیں کاٹ سکتا۔

سوال: طہارت باطنی کیا ہے؟

جواب: دل کو حسد، حرص، بخل و عداوت، کینہ، کبر اور ریا سے بچانا۔ غصہ، غیبت اور غرور سے پاک و صاف کرنا اور اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے معمور کرنا، تاکہ باطن کی روشنی دل کے آئینے میں ظاہر ہو۔

خواہی کہ دل تو بشود آئینہ دہ چیز بیروں کن زدرونِ سینہ
بغض و حسد و حرص و ریا و غیبت بخل و حقد و کبر و دغا و کینہ
ترجمہ: اگر تو چاہے کہ تیرا دل آئینہ ہو جائے تو اپنے سینہ سے دس چیزوں باہر نکال دے بغض، حسد، حرص، ریا، غیبت، بخل، عداوت، کبر، غضب اور کینہ۔

سوال: انسان کی طبیعت کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: تین قسمیں ہیں۔ اول: عاقل۔ دوم: نیم عاقل اور سوم: جاہل۔

سوال: عاقل کون ہے؟

جواب: عاقل وہ جو کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اُسکے انجام پر غور کرے اور جو بات کرے سوچ سمجھ کر کرے تاکہ بعد میں پچھتا نا نہ پڑے۔

اول اندیش آنکھی گفتار پایہ پیش آمد است و پس دیوار

ترجمہ: پہلے سوچ بعد میں کلام کر۔ پہلے بنیاد رکھتے ہیں پھر دیوار اٹھاتے ہیں۔

سوال: نیم عاقل کون ہے؟

جواب: جو اگر کسی کام کے وقت مہلک خطرات میں گھر جائے تو اپنے آپ کو پیچھے نہ ہٹائے اور حکیمانہ تدبیروں سے اُس سے نجات نہ پائے تو پریشان نہ ہو۔

مشکلے نیست کہ آسان نشود مرد باید کہ براساں نشود
ترجمہ: ایسی کوئی مشکل نہیں جو آسان نہ ہو اور آدمی کو چاہیے کہ گھبرائے نہیں۔

سوال: جاہل کون ہے؟

جواب: جاہل وہ ہے جو صرف کوئی خطرہ دیکھ کر ہی گھبرا جائے اور پراگندگی اور پریشانی کی وجہ سے اُس سے نجات نہ پاسکے اور پریشان و رسوا ہو جائے۔

آنچه دانا کند کند ناداں لیک بعد از قبول رسوائی
ترجمہ: جو کچھ عقل مند کرتا ہے وہی نادان کرتا ہے لیکن نادان پریشانی اور رسوائی اٹھانے کے بعد کرتا ہے۔

سوال: عقل کی کتنی نشانیاں ہیں؟

جواب: چار چیزیں عقل مندی کی نشانیاں ہیں۔ اول اپنے دشمنوں کو دوست بنائے۔
دوستی را ہزار شخص کم است دشمنی را یکے بود بسیار
ترجمہ: دوستی کے لئے ہزار شخص بھی کم ہیں اور دشمنی کے لئے ایک بھی بہت ہے۔ عقل مند کی دوسری نشانی یہ ہے کہ وہ جاہلوں کے شر سے ہمیشہ بچتا رہے یعنی اُس سے ڈرتا ہے۔

ز جاہل گریزندہ چوں تیرباش نبا میختہ چوں شکر شیر باش
ترجمہ: تیر کی طرح جاہل سے بھاگ اور اس سے کبھی بھی شیر و شکر ہو کر ملاقات نہ کر۔ عقل مند کی تیسری نشانی یہ ہے کہ وہ فاسق و فاجر کی نصیحت سے بھی اپنی اصلاح کرے۔

مولانا روم فرماتے ہیں

گرچہ دانی کہ نشوند بگوی ہرچہ دانی تو از نصیحت و پند
زود بینی سفینہ ناداں را بدو پا اوفتادہ اندر بند
دست بردست میزند کہ در لیج نشبدم حدیث دانشمند

ترجمہ: اگرچہ تو جانتا ہے کہ وہ نہیں سنتا مگر جو کچھ تو جانتا ہے انھیں پند و نصیحت کرتا رہ، تو بہت جلد دیکھے گا کہ نادان کمینہ قید خانے میں الٹا لٹکا ہوا ہوگا۔ ہاتھ پر ہاتھ مارتا ہوگا کہ افسوس میں نے عقل مند کی بات نہیں سنی۔

عقل مند کی چوتھی نشانی یہ ہے کہ وہ قضائے الہی پر راضی رہتا ہے اور کبھی بھی دل تنگ نہیں کرتا۔

چور وی نگردد خدنگ قضا سپر نیست مر بند راجز رضا
ترجمہ: جب قضا کا تیر کبھی بھی قضا نہیں ہوتا تو پھر بندے کے پاس سوائے رضا کے اور کوئی سپر ہے۔

سوال: کوئی چیز انسان کے سب سے زیادہ نزدیک ہے؟
جواب: موت۔ کہ انسان جتنا اس سے دور بھاگتا ہے وہ اتنی ہی نزدیک ہوتی جاتی ہے۔
موئے سفید از اجل آرد پیام پشت خم از مرگ برساند سلام
ترجمہ: سفید بال موت کا پیغام لاتے ہیں۔ پیٹھ کا خم موت کا سلام پہنچاتا ہے۔

سوال: کون سی چیز انسان سے سب سے زیادہ دُور ہے؟
جواب: حصول مراد۔ کہ اگرچہ آدمی اسے حاصل کرنے میں اس کے نزدیک ہوتا جاتا ہے۔ لیکن مشیت الہی کے سبب اس کا مقصد اسی طرح زیادہ دور دکھائی دیتا ہے۔

قفل تقدیر بہ تدبیر کسے وانکند ورنہ در ز فلک اہل خرد بسیار اند
ترجمہ: تقدیر کے قفل کو تدبیر سے کوئی نہیں کھولتا۔ ورنہ آسمان کے نیچے اہل خرد بہت

ہیں۔

سوال: انسان کو وجود کس چیز سے ہے؟

جواب: انسان اپنی اصل کے اعتبار سے مٹی سے ہے اور اسکی خوراک و پوشاک بھی اسی سے ہے آخر اس نے مٹی میں ہی جانا ہے۔^{۳۳}

اے برادر چو عاقبت خاک است خاک شو پیش از آنکہ خاک شوی
ترجمہ: اے بھائی! جب ہمارا انجام خاک ہے تو خاک ہونے سے پہلے ہی خاک ہو جا۔
سوال: گل یعنی مٹی کیا چیز ہے؟

جواب: مٹی انسان کے عناصر اربعہ یعنی خاک، پانی، آگ اور ہوا میں سے ایک ہے اور ان عناصر کی اصل آسمانوں سے ہے اور آسمانوں کا وجود فطرت یعنی عقل اول سے ہے اس کو عقل احمدی، قلم، ام الکتاب اور مغلول اول بھی کہتے ہیں اور یہ بمنزلہ دانہ ہے۔ عالم علوی یعنی آسمان اور عالم سفلی یعنی زمین درخت کی مانند ہیں اور موالید ثلاثہ یعنی جمادات، نباتات اور حیوانات اس کے پتے، شگوفے، کلیاں اور پھول ہیں اور انسان اس درخت کا پھل ہے۔^{۳۴}

توانائے کہ در یک طرفۃ العین	زکاف و نون پارید آورد کونین
چوقافِ قدرتش دم بر قلم زد	ہزاراں نقش بر لوح عدم زد
ازاں دم گشت پیدا جملہ عالم	وزاں شد ہویدا جان آدم
چو خود را دیدیک شخص معین	تفکر کرد تا خود ہستم من

^{۳۳} ارشاد باری تعالیٰ ہے (منہا خلقنکم و فیہا نعیدکم و منہا نخرجکم تارۃ اخری) القرآن الکریم: ۵۵/۲۰۔ ہم نے تمہیں اسی زمین سے پیدا کیا ہم تمہیں اسی میں واپس لوٹائیں گے اور ایک مرتبہ پھر اسی میں سے نکالیں گے۔

^{۳۴} نہ تو زمیں کیلئے ہے نہ آسمان کیلئے
جہاں ہے تیرے لیے تو نہیں جہاں کیلئے

ترجمہ: قدرت والے نے ایک پلک جھپکتے میں کاف و نون یعنی کن سے دو جہاں کو پیدا فرمایا۔ جب اس کے قدرت کے قاف نے قلم کو اشارہ فرمایا تو لوحِ عدم پر ہزاروں نقش ظاہر ہو گئے۔ اسی وقت سب جہاں پیدا ہو گئے۔ اسی وقت جانِ آدم ظاہر ہوئی جب ایک شخص اپنی جان کی طرف دیکھے تو یہ سوچتا ہے کہ میں کون ہوں؟^{۳۵}

سوال: انسان کو نور الہی کیوں نہیں کہتے؟

جواب: فرقِ مراتب کے اعتبار سے۔ اگرچہ انسان بھی ایک نور ہے۔ لیکن خاکی کے نام سے مشہور ہوا۔

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی
ترجمہ: وجود کی وجہ سے ہر مقام کا اپنا ایک حکم ہے۔ اگر تو مراتب کو ملحوظ خاطر نہ رکھے گا تو زندیق ہو جائے گا۔

سوال: کیا یہ پیکر خاکی اپنے آپ کو نور بنا سکتا ہے؟

جواب: ہاں۔ عبادت و ریاضت کی قوت سے عروج کے سب پردے ہٹ جائیں گے اور قوتِ ملکی اس کے قوائے تور و وحانی میں پیدا ہو جائے گی اور انسان اپنی اصل کی طرف لوٹے گا اور خاکی کثافت کی تاریکیاں نورِ ایمانی سے منور ہو جائیں گی۔ اس طرح حیوانی صفات، انسانی صفات کے قالب میں ڈھلیں گی اور انسانی صفات، ملکی صفات سے تبدیل ہو کر پانی کے اس بلبے کی طرح ہو جائیں گی جو دریائے وحدت کے کنارے تنہا پڑا ہو۔ اور پھر وہ اپنے آپ کو دریا سے ملا کے فنا کر دے اور جب وہی قطرہ حقیقت کے دریا سے ملے گا تو نورِ علیٰ نور ہو جائے گا۔^{۳۶}

۳۵ حیراں ہے بوعلی کہ میں آیا کدھر سے ہوں

رومی یہ سوچتا ہے کہ جاؤں کدھر کو میں

۳۶ عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا

تاچند کہ باہر زہ گرد مردم گردی تا روشن و پُر فضا چو انجم گردی
چیزے تو نہ گم نیست کرامی طلبی ز نہار بخود کوش کہ خود گم کردی
ترجمہ: تو کب تک بیہودگی میں آدمیوں کے گرد پھرتا رہے گا^{۳۷}۔ تاکہ تو پُر فضا
ستاروں کی مانند روشن ہو جائے۔ کوئی چیز تجھ سے گم نہیں ہے تو کس چیز کی تلاش میں
سرگرداں ہے۔ اپنے آپ کو تلاش کر یہاں تک کہ تو خود گم ہو جائے۔^{۳۸}

سوال: اتصال کا مقام کب حاصل ہوتا ہے؟

جواب: اپنی ذات کو فنا کرنے سے جس وقت تو گم ہوا اُسی وقت باقی ہوا
تو دراو گم شو وصال این است و بس تو مباش اصلاً کمال این است و بس
ترجمہ: تو ذات حق میں گم ہو جا۔ بس یہی وصال ہے، تو اپنا آپ تک مٹا دے بس
یہی کمال ہے۔

سوال: مومن کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو ہمیشہ خدا تعالیٰ سے راضی رہے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو اپنے آپ سے راضی رکھے۔
نمی گویم کہ از دنیا جدا باش بہر کارے کہ باشی با خدا باش
ترجمہ: میں نہیں کہتا کہ تو دنیا سے الگ ہو جا، جو بھی کام کرتیرے دل کی سوئی اللہ کی
طرف لگی رہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کون سی چیز میں ہے؟

جواب: معرفتِ ذات^{۳۹} میں اور ہمہ تن اُس کی طرف متوجہ رہنے میں۔

۳۷ عشق بتاں سے ہاتھ اٹھا اپنے خدا میں ڈوب جا

نقش و نگار دیر میں خوں جگر نہ کر تلف

۳۸ کبھی اپنا بھی نظارہ کیا ہے تو نے اے مجنوں

کہ لیلیٰ کی طرح تو خود بھی ہے محمل نشینوں میں

۳۹ اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی

تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

دمبدم دم راغنیمت داں و ہدم شو بدم واقف دم باش و دم رادمبدم بیجا بدم
ترجمہ: دمبدم جو تیری سانس آتی جاتی ہے۔ اسے غنیمت جان اور اپنے ہر سانس کی
قدر کر۔ ہر سانس پر چوکنا رہ کہ تیرا کوئی بھی سانس یاد خدا کے بغیر نہ ہو۔ ہر وقت شغل پاس
انفاس کر یعنی تیرا ہر سانس ذکر الہی کا ذریعہ بنے۔

سوال: روح کو جسم کے ساتھ کیا مناسب ہے؟

جواب: جو نسبت سوار کو گھوڑے کے ساتھ ہوتی ہے اور گھوڑے کو سوار کے ساتھ۔

ہمیں میروت عیسیٰ از لاغری تو در بند آئی کہ خر پروری
ترجمہ: یونہی مر رہا ہے۔ تیرا عیسیٰ (روح) کمزور ہے۔ اور تو گدھے کی پرورش میں
لگا ہوا ہے۔ یعنی تیری جان مثل عیسیٰ کے ہے اور تیرا تن گدھے کی طرح ہے۔ تیری جان
بے یاد خدا کمزور ہو رہی ہے اور تو تن کی پرورش میں لگا ہوا ہے جو گدھے کی طرح ہے۔

سوال: بہترین انسانی صفات کیا ہیں؟

جواب:

سخاوت عبادت شجاعت عدالت بانسان بود بہترین صفہا

ترجمہ: سخاوت۔ عبادت۔ شجاعت اور عدالت بہترین انسانی صفات ہیں۔

سوال: انسان کی بدترین صفات کیا ہیں؟

جواب:

بخل و کین است و ظلم و غفلت داں بدترین صفات در انسان

ترجمہ: بخل، کینہ، ظلم اور یاد خدا و احکامات الہی سے غفلت بدترین انسانی صفات

ہیں۔

۴۰ سبق پھر شجاعت کا، عدالت کا، سخاوت
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

سوال: دانا لوگوں نے کتنی باتوں کی وصیت کی ہے؟

جواب: وہ دس چیزیں ہیں۔ پہلی یہ کہ ہوا و ہوس کو چھوڑ کر قناعت اختیار کی جائے۔ دوسری یہ کہ نعمت کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور مشکل کے وقت صبر کا دامن نہ چھوڑے کیونکہ شکر سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے^{۱۱} اور صبر سے فراخی نصیب ہوتی ہے۔ تیسری یہ کہ مصیبت کے وقت اپنے دل کو مضبوط رکھے^{۱۲}۔ چوتھی یہ کہ کسی بھی کام کو چھوٹا اور حقیر نہ جانا جائے کیونکہ وہی جب بڑا ہوگا تو باکمال ہو جائے گا۔ پانچویں یہ کہ مخلص دوستوں کی تربیت سے کبھی غافل نہ ہو۔ چھٹی یہ کہ اپنے دوستوں کو اتنا قوی نہ کرو کہ اگر وہ تمہارے دشمن ہو جائیں اور تم پر غالب آ جائیں اور کسی بھی وقت ان سے اتنی محبت نہ کر کہ اگر اس میں کچھ کمی ہو جائے تو وہ دشمن ہو جائیں۔ ساتویں یہ کہ کبھی بھی فضول بات نہ کر۔ آٹھویں یہ کہ انسان جتنا بھی تندرست، قوی اور توانا ہو کبھی بھی زندگی کا بھروسہ نہ کرے۔ نویں یہ کہ مرض جتنا بھی مہلک ہو، نا اُمید ہو کر کبھی علاج بند نہ کرے اور دسویں یہ کہ دُنیا کو مصیبت اور بلا سمجھ کر اسے کبھی بھی اپنے اوپر سوار نہ کرے۔

اگر دنیا نباشد درد مندیم وگر باشد بمہرش پائے بندیم
بلائے زیں جہاں آشوب تر نیست کہ رنج خاطر است ارست ورنیست
ترجمہ: اگر دنیا نہ ہو تو ہم درد مند ہیں۔ اور اگر ہو تو اس کی محبت میں گرفتار ہیں۔ کوئی چیز دنیا میں اس سے زیادہ سخت نہیں۔ اگر یہ ہو تو پھر بھی تکلیف ہے اور اگر نہ ہو تو پھر بھی تکلیف ہے۔

^{۱۱} ارشاد باری تعالیٰ ہے (لئن شکرتم لازیدنکم) القرآن الکریم: ۴/۴ ”اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں لازماً تمہیں زیادہ دوں گا“

^{۱۲} مصائب میں مسکرانا میری عادت ہے مجھے ناکامیوں پر اشک برسانا نہیں آتا

سوال: دوستی کی کتنی علامتیں ہیں؟

جواب: چار علامتیں ہیں پہلی یہ کہ دوست ملاقات سے تنگ دل نہ ہو، دوسری یہ کہ جدائی میں بھول نہ جائے، تیسری یہ کہ اچھے برے حالات میں ساتھ دے اور چوتھی یہ کہ حاضر و غائب میں ایک جیسا رہے۔ یعنی جیسا منہ پر کہے ویسا ہی عدم موجودگی میں کہے۔

سوال: حماقت کی کتنی علامتیں ہیں؟

جواب: آٹھ ہیں۔ پہلی: بن بوائے کسی کے دسترخوان پر بیٹھنا، دوسری: مہمان ہو کہ میزبان پہ حکم چلانا، تیسری: اپنے دشمنوں سے نیکی کی توقع رکھنا، چوتھی: نالائقوں سے احسان کی امید رکھنا، پانچویں: جب دو آدمی مصروف گفتگو ہوں تو خواہ مخواہ اپنے آپ کو ان میں شامل کرنا، چھٹی: حکماء اور بزرگوں کا مذاق اڑانا، ساتویں: ایسی جگہ پر بیٹھنا جو بیٹھنے کے قابل نہ ہو اور آٹھویں: زیادہ بولنا اور بغیر ضرورت کے باتیں شروع کر دینا۔

سوال: ایمان کی سلامتی کس چیز میں ہے؟

جواب: دینداری، تقویٰ، تحمل، ریاضت، صبر، شکر اور عبادت میں۔

با خدا اگر بت تراشی کعبہ ات سنگ آورد بے خدا اگر کعبہ سازی بت تو ننگ آورد ترجمہ: اللہ کی محبت میں (بالفرض) اگر تو بت بنائے تو کعبہ تجھے پتھر لا کے دے گا اور بغیر محبت الہی کے اگر تو کعبہ بھی بنائے تو بت تجھ سے شرم کریں گے^۳۔ یہ شعر عارف صاحب طریقت کا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ خدا کی محبت میں اگر بت بھی بنائے گا تو کعبہ تجھے پتھر لا کر دے گا یعنی تیرا وہ کام قبول ہوگا چونکہ تیری نظر اللہ تعالیٰ پر ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی محبت

۳ اگر ہو عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی
نہ ہو تو مرد مسلمان بھی کافر و زندیق

کے بغیر، ریا و غود سے کعبہ یعنی مسجد وغیرہ بھی بنائے گا۔ تو وہ تیرے لئے بُت ہے یعنی بُت بھی تجھ سے شرم کریں گے اور تجھ سے بھاگیں گے^{۴۴} یعنی وہ نیکی قبول نہ ہوگی۔

سوال: مال کی سلامتی کس چیز میں ہے؟

جواب: قرابت داروں، حق داروں اور محتاجوں کے حقوق ادا کرنے سے، اپنی صفائی کا خیال رکھنے اور بچوں کی زیب و زینت کرنے سے۔

زکوٰۃ مال بدرگن کہ فضلہ زر را چو باغبان بدر و بیشتر دہد انگور ترجمہ: مال کی زکوٰۃ نکال کیونکہ جب باغبان انگور کے زائد پتوں کو کاٹتا ہے تو انگور اور بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ ایسے ہی زکوٰۃ دینے سے مال میں زیادتی اور ترقی ہوتی ہے۔

سوال: تن کی سلامتی کس چیز پر ہے؟

جواب: بھوک اور شکم سیری کو اعتدال پر رکھنے سے، حرکت و سکون اور نیند و بیداری کو معتدل رکھنے سے۔

تقدّر ہر سکوں راحت بود بنگر تفاوت را دویدن، رفتن، ایستادن، نشستن، حفتن و مردن ترجمہ: ہر کام ایک اندازے سے راحت ہے۔ اس فرق کو ملحوظ خاطر رکھ۔ دوڑنا، چلنا، کھڑا ہونا، بیٹھنا، سونا اور مرنا۔ الغرض ہر کام ایک اعتدال سے ہی اچھا ہوتا ہے۔

سوال: کتنی چیزیں آدمی کی ہمت کو پست کرتی ہیں؟

جواب: وہ چار چیزیں ہیں۔ اول: دشمن، دوم: قرضہ، سوم: نالائق بیٹا اور چہارم: بد خصلت بیوی۔

سوال: کمینہ پن کی کتنی علامتیں ہیں؟

جواب: چار علامتیں ہیں۔ پہلی: یہ کہ اپنے سے زیادہ عقل مند سے بحث و مقابلہ کرنا۔

^{۴۴} جو میں سر بسجود ہوا کبھی تو زمین سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

دوسری: نا تجربہ کار پر اعتماد کرنا، تیسری: عورتوں کی چالبازیوں سے بے فکر رہنا اور چوتھی: لڑکوں کی صحبت اختیار کرنا۔

سوال: غفلت کی علامت کیا ہے؟

جواب: آخرت کی نعمت کو اس دنیا سے بہتر سمجھنا اور پھر دین کو دنیا کے بدلہ میں بیچ ڈالنا۔ موت سے غافل ہو کر اپنی زندگی پر مغرور رہنا۔ یقین تو اس بات کا رکھنا کہ رازق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور پھر بھروسہ اپنے دست و بازو کا کرنا۔^{۴۵}

فراموشی نکرد ایزد در اں حال	کہ بودی نطفہ مدفون و مدہوش
روانت داد و عقل و طبع و ادراک	جمال و نطق و رائی و فکر و ہوش
دہ انگشت مرکب کردہ بر کف	دو بازویت مرتب کردہ بردوش
چہ می پنداری اے ناچیز ہمت	کہ خواہد کردنت روزی فراموش

ترجمہ: تجھے اللہ تعالیٰ نے اس وقت بھی فراموش نہ کیا جب تو مدہوش اور ایک نطفہ مدفون تھا۔ اس نے تجھے جان دی۔ عقل، طبیعت، ادراک اور حسنِ تکلم دیا، ہوش و حواس دیئے تیری ہتھیلی پہ دس انگلیاں بنادیں۔ تیرے کاندھے پہ دو بازو لگا دیئے۔ اے کم ہمت انسان! کیا تیرا خدا تجھے روزی دینے میں بھول جائے گا؟

سوال: مرد کے لئے بہترین زیب و زینت کیا ہے؟

جواب: مرد کو چاہے کہ ہر صبح کو آئینہ میں اپنی شکل دیکھے۔ اگر اپنی صورت اچھی لگے تو سیرت کو بھی نیک کرے تاکہ صورت اور سیرت دونوں نیک ہو جائیں۔^{۴۶} اور اگر اپنے آپ کو بد صورت دیکھے تو سیرت کو نیک کرے تاکہ اس میں دونوں برائیاں

^{۴۵} بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی

مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

^{۴۶} سیرت نہ ہو تو عارض و رخسار سب غلط

خوشبو اڑی تو پھول فقط رنگ رہ گیا

جمع نہ ہو جائیں۔

واہ چہ خوش است مصرعہ مرغوب سیرت نیک بہ ز صورت خوب
ترجمہ: واہ کیا اچھا مصرعہ دل کو بھاتا ہے۔ اچھی سیرت اچھی صورت سے بہتر ہے۔

سوال: اسراف کیا ہے؟

جواب: سخاوت اور بخشش کرنا اسراف نہیں ہے۔ اسراف تو حفظ نفس اور ناموری کیلئے بے جا خرچ کرنے کا نام ہے۔

خوردن برائے زیست و ذکر کردن است تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است
ترجمہ: کھانا تو زندہ رہنے اور ذکر الہی کرنے کے لئے ہے اور تیرا یہ اعتقاد ہے کہ
زندگی ہی کھانے کے لئے ہے۔

سوال: کس عمل سے غفلت پیدا ہوتی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور نفس کی اطاعت کرنے سے غفلت پیدا ہوتی ہے۔
بقول دشمن بیان دوست بشکستی بےیں کہ باکہ بریدی و باکہ پیوستی
ترجمہ: تو نے دشمن کے کہنے پر دوست سے کیا ہوا وعدہ توڑ دیا۔ تو دیکھ کہ تو کس سے
ملا اور کس سے جدا ہوا؟

سوال: نفس کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو چیز اللہ تعالیٰ کے حکم اور عقل و حکمت کے خلاف حکم کرے وہ ایک نفسانی قوت
ہے جس کا تعلق ارواح انسانی سے ہے۔

نفس امارہ ترا دشمن بود در رہ دین حقت راہ زن بود

ترجمہ: نفس امارہ تیرا دشمن ہے۔ دین حق کے راستہ میں تیرا رہن ہے۔

سوال: شیطان کسے کہتے ہیں؟

جواب: وہ جو انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے اور برائی کے راستہ کی طرف

کھینچتا ہے۔ اسے خناس، رہن اور عزازیل بھی کہتے ہیں۔

شیطان ہزار مرتبہ بہتر زبے نماز کو سجدہ پیش آدم و ایس پیش حق نکرد
ترجمہ: شیطان بے نمازی سے ہزار مرتبہ بہتر ہے کہ اس نے آدم علیہ السلام کے
آگے سجدہ نہیں کیا اور بے نمازی اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ نہیں کرتا۔

سوال: ان تمام علوم کی ابتدا کس سے ہے؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام علوم متعدد زبانوں اور مختلف
الفاظ میں اُن کو سکھائے۔ اور علم باطن سے انہیں اس قدر آگاہ فرمادیا کہ فرشتوں
کو اُن میں سے ایک حرف بھی یاد نہ تھا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے انہیں مسجود ملائک
بنایا۔

سالاہا دل طلب جام جم از ما میگرد آنچہ خود داشت ز بیگانہ تمنا میگرد
ترجمہ: برسوں سے دل ہم سے جام جمشید طلب کرتا تھا۔ جو اس کے پاس تھا وہی
دوسروں سے طلب کرتا تھا۔^{۷۷}

سوال: روح اور عقل میں کیا مناسبت ہے؟

جواب: وہی مناسبت جو بادشاہ اور وزیر میں ہوتی ہے۔

سوال: روح کی بادشاہی پر کون سی دلیل عقلی ہے؟

جواب: چونکہ انسانی بدن ایک آباد سلطنت اور ملک کی طرح ہے۔ دل اس کا قلعہ، روح
سلطان عادل، عقل وزیر باتدبیر، حواس خمسہ باطنی حس مشترکہ اور متخلیہ کی طرح
اور حافظہ، واہمہ اور متعرفہ اس دربار کے مصاحب ہیں ان کا مقام دماغ ہے اور
حواس خمسہ یعنی پانچوں ظاہری حواس یعنی سامعہ، باصرہ، شامہ، ذائقہ اور لامسہ

۷۷	دل	بینا	بھی	خدا	سے	کر	طلب
	آنکھ	کا	نور	دل	کا	نور	نہیں

اس دربار شاہی کے جاسوسوں کی طرح اور ان خدام کی مثل ہیں جو ہر وقت خدمت کے لئے حاضر رہتے ہیں اور جو دیکھتے، سنتے اور دریافت کرتے ہیں۔ بہت جلد اس کا اظہار بادشاہ کے حضور کرتے ہیں اعضاء و اعصاب پہاڑوں اور اضلاع کی طرح، گوشت زمین کی مثل، رگیں نہروں کی طرح اور خون اس آب حیات کے مشابہ ہے جو ہر وقت رواں دواں رہتا ہے اور روح حیوانی انہیں اشیاء کے متعلق ہے۔ زبان اس دربار شاہی کی مترجم ہے قلب اسرار پروردگار کا خزانچی ہے۔ شیطانی وسوساں چوروں، مفسدوں اور رہزنوں کی طرح ہیں تاکہ دولت ایمان کو لوٹ لیں اور حسن نیت کے قافلوں کو تباہ و برباد کر دیں۔ یہ صرف عقل دور اندیش کے بیدار رہنے، اللہ رب العزت کی توفیق ازلی اور خشیت الہی کی نگہبانی سے ہی قابو میں رہتے ہیں اور اسی طرح یہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں رہتے ہیں۔

سوال: انسانی اعضاء کی تعداد کتنی ہے؟

جواب: انسان کا وجود دو سو اڑتالیس (۲۴۸) اعضاء سے مرکب ہے۔

سوال: انسان کے بدن کی کتنی رگیں ہیں؟

جواب: تین سو ساٹھ (۳۶۰) شاخ دار رگیں بدن پر لپٹی ہوئی ہیں۔

سوال: اس سلطنت خلقت انسانی کے کتنے فوائد ہیں؟

جواب: بے شمار فوائد ہیں۔ زمین و آسمان، چاند اور سورج سب کچھ انسان کی خدمت

کیلئے پیدا کیا گیا ہے اور انسان کی تخلیق، معرفت ذات الہی اور عبادت باری تعالیٰ کیلئے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے زمین پر اسے خلیفہ مطلق بنایا۔ بادل اس کی

خوراک تیار کرنے کے لئے برستا ہے اور ہوا خادموں کی طرح اس کی زمینی جلوہ گاہ کو سنوارنے میں مصروف ہے، آگ اس کے باورچی خانہ کو چلانے کے لئے سرخ لباس زیب تن کیے ہوئے ہے اور آسمان کے ستارے رنگا رنگ جواہرات کی کانیں اور طرح طرح کے مفردات کے خزانے زمین کے دھینے بنانے میں لگے ہوئے ہیں اور خشکی تری کے تمام جانور اس کی خدمت بجالانے میں مصروف ہیں۔ یہاں تک کہ نباتات عجیب خاصیات اور نادر کیفیات سے مسحور ہو کر کوہ و بیاباں، فصلوں اور باغات میں انسانی خدمت کے لئے ایک پاؤں پر کھڑے ہیں۔ اب انسان کو چاہیے کہ اپنے خالق کو پہچانے۔ اس چند روزہ زندگی پر مغرور نہ ہو وہ اپنے مقصدِ حیات کو حاصل کر سکے اور زندگی کی نعمتوں سے سرفراز اور ممتاز ہو سکے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں ۛ

ابرو بادومہ و خورشید و فلک درکار اند تا تو نانی و بکف آری و بغفلت مخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری
ترجمہ: بادل، ہوا، چاند، سورج اور آسمان سب تیری خدمت میں مصروف ہیں۔
جب تو روٹی ہاتھ میں لے تو اسے غفلت سے نہ کھا۔ سب کچھ تیرے لئے پریشاں اور تیرا
فرمانبردار ہے۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کا حکم نہ مانے تو یہ انصاف کا خون ہے۔

سوال: موت کیا چیز ہے؟

جواب: موت اللہ رب العزت کی ایک مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے ہر ایک ذی روح پر قابض اور غالب فرمایا ہے اور اس کو ملک الموت یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام کے تابع کیا ہے اور آخرت میں اسے ایک نر بکرے کی صورت میں محشر میں لا کر ذبح کر دیا جائے گا اور دوزخ میں ایک فرشتہ ندا کرے گا کہ اے اہل دوزخ! تم ہمیشہ اسی طرح عذاب میں مبتلا رہو گے اور تمہیں موت نہ آئے گی اور

دوسرا فرشتہ جنت میں منادی کرے گا کہ اے اہل جنت! بشارت ہو کہ اب تم ہمیشہ جنت میں رہو گے اور سدا جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہو گے۔ اب کبھی بھی تمہیں موت نہیں آئے گی۔ اس ندا سے اہل دوزخ کا عذاب سو ہزار گنا زیادہ ہو جائے گا اور اہل جنت کی خوشیاں اسی طرح ہزاروں گنا بڑھ جائیں گی۔

گذیدند فرزاناں دست موت کہ در طب ندیدند دا روئے موت ترجمہ: جب کتب طب میں موت کی کوئی دوا نہ ملی تو داناؤں نے مرنا قبول کر لیا۔

سوال: حیات کیا ہے؟

جواب: صفات الہی کے پرتو میں سے ایک ہے۔ تمام عالم کی ابتدائی خلقت اسی سے ہے اور بروز حشر اسے گھوڑے کی صورت میں مکمل زیب و زینت سے ظاہر کیا جائے گا۔

از بہر قطع کردن نخل حیات تو چوارہ دوہر نفس اندر کشاکش است ترجمہ: تیری نخل حیات کے کاٹنے کیلئے تیرے سانس آرے کی طرح مصروف ہیں۔

سوال: عالم کتنے ہیں؟

جواب: دو ہیں۔ عالم غیب اور عالم شہادت۔ انہیں عالم ارواح اور عالم اجسام بھی کہا جاتا ہے۔

جہاں یکسر چہ ارواح و چہ اجسام بود جسم معین عالمش نام ترجمہ: عالم یکساں ہے کیا عالم ارواح اور کیا عالم اجسام۔ ایک جسم معین ہے اور عالم اس کا نام ہے۔

سوال: عالم مثال کیا ہے؟

جواب: یہ وہی عالم ہے جو عالم غیب اور عالم شہادت کے درمیان پردہ کی طرح حائل ہے

اور اسی کو عالم برزخ بھی کہا جاتا ہے۔

چہ خوش بودم بعیش عالم غیب زہست و نیستی آزاد و بے غم
بقید خاک از دست شہادت فدام در ظہور بیشی و کم
چوں خود را نیک بشناسم خلاصم ولے مشکل کہ من خود را ندانم
ترجمہ: میں عالم غیب کی زندگی میں کیا کیف میں تھا۔ ہستی و نیستی سے آزاد اور بے غم
تھا۔ اب ظہور کی کمی اور زیادتی کے سبب عالم شہادت کے ہاتھ سے مٹی کی قید میں پڑا ہوں۔
اگر میں اپنے آپ کو اچھی طرح پہچان لوں تو اس اضطراب سے نجات پا لوں لیکن مشکل یہ
ہے کہ میں اپنے آپ کو پہچانتا نہیں ہوں۔^{۴۹}

سوال: موت پہلے ہے یا حیات؟

جواب: وجود کے اعتبار سے پہلے موت ہے۔ اور اس کے بعد حیات، پھر دوسری موت
پھر دوسری حیات یعنی موت اول ایسی ہے کہ جب انسان کی تخلیق ہی نہیں ہوتی
وہ باپ کی صلب سے رحم مادر میں نہیں پہنچا تھا۔ ابھی معدوم الوجود تھا۔ اور حیات
اول یہ ہے کہ وہ عدم کے گڑھے سے ایوان شہود میں پہنچا۔ خلعت مستعارہ پہنی،
اپنی طبعی عمر سو سال یا اس سے کم و بیش بسر کی۔ اور پھر اسے موت ثانی آ گئی کہ اس
نے نفس عنصری سے پرواز کی اور عالم بقا میں پہنچا۔ اس کا وجود اس جہان سے
معدوم ہو گیا۔ پھر حیات ثانی اسے روز محشر کو ملے گی اور اسے اپنے اعمال کے
مطابق بدلہ دیا جائے گا۔ اور یہ حیات ابدی ہے جس کے بعد موت نہیں۔ پس یہ
حیات دو عدموں کے درمیان واقع ہے^{۵۰}۔ کہ ابتدا میں عدم اول اور انتہا میں عدم

۴۹ اقبال بھی اقبال سے آگاہ نہیں ہے
کچھ اس میں تمسخر نہیں واللہ نہیں ہے

۵۰ ارشاد باری تعالیٰ (کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتا فأحیاکم ثم یمیتکم ثم یحیکم ثم الیہ ترجعون)
القرآن الکریم: ۲/۲۸ ”تم اللہ تعالیٰ کا انکار کس طرح کرتے ہو تم بے جان تھے اس نے تمہیں زندگی دی پھر تمہیں مارے گا
پھر تمہیں زندہ کرے گا۔ پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

ثانی جو کالمین کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

ایں مدعیاں در طلبش پیخبر آئند کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد
ترجمہ: یہ دعوے کرنے والے لوگ اس کی طلب میں بے خبر ہیں۔ جسے اُس کی خبر ہو
گئی پھر اُس کی خبر نہ ہوئی۔^{۵۱}

سوال: پردہ مثالی عالم غیب کی صورت پر ہے یا عالم شہادت کی؟

جواب: پردہ مثالی عالم شہادت پر ہے۔ یہ عالم چھ جہات میں مُقید ہے جنہیں شش
جہات کہا جاتا ہے یعنی آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، اوپر اور نیچے۔ اور وہ عالم جو
عرش کے اوپر ہے اس پر نور و اق زبر جدی موجود ہیں اس کی کوئی جہت نہیں۔ وہ
مکان و لامکان کی قید سے پاک ہے۔ پس انسان اپنا پردہ خود ہی ہے جب اسے
اُٹھایا۔ تو اُس کے دل کی آنکھ بینا ہو گئی۔

نقاب چہرہ ندارد نگار دلکش من تو خود حجاب خودی حافظ از میاں بر خیز
ترجمہ: میرا دلکش محبوب اپنے چہرے پر کوئی نقاب نہیں رکھتا۔ اے حافظ تو خود اپنا
حجاب آپ ہے درمیان سے نکل جا۔^{۵۲}

سوال: عالم باطن کیا ہے؟

جواب: علم ظاہر کا مغز ہے۔

بآیات معنی ظاہر یکلیست و لے ہفت معنی باطن دروست

ترجمہ: آیات میں ظاہر کے معنی ایک ہے۔ لیکن اس میں سات معانی مضمحل ہیں۔

سوال: علم ظاہر اور علم باطن میں کیا فرق ہے؟

۵۱ لذت و لطف مئے ناب میں کس سے پوچھوں

کوئی باہوش نکلتا ہی نہیں مئے خانے سے

۵۲ ہر چند سبک رفت ہوئے بت شکنی میں

ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہیں سنگ گراں اور

جواب: کوئی فرق نہیں مگر ظاہر اسم کی طرح ہے اور باطن مُسمّی کی طرح۔ یا ظاہر اجمالی ہے اور باطن تفصیلی۔

سوال: اسم سے مُسمّی کی طرف کیسے پہنچا جاسکتا ہے؟

جواب: اسم کو فنا کرنے اور اپنی خودی کے آثار مٹا دینے سے۔^{۵۳}

اسم چوں خواندی مسمی را بجوئی روبریا کار برنا آید ز جوئی
ترجمہ: جس ذات (اللہ) کا نام لیتا ہے تو اُس کو تلاش کر۔ دریا کی طرف چل نہر
سے کام نہیں چلتا۔

سوال: معرفتِ الہی کا مقام کس طرح حاصل ہوتا ہے؟

جواب: معرفتِ الہی پانے کے دو طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ وکیل کے ساتھ اس مقام تک پہنچنا ہے۔ یعنی ہر شے کے نام کو اس کے خالق تک پہنچائے۔ اور منزل یقین پہ پہنچ کر ہر شے کو بھول جائے۔ اور ہر وجود سے اسی واجب الوجود کو طلب کرے۔ تاکہ اسے ابتدا اور انتہا کی حقیقت معلوم ہو جائے اور اس پر یہ بھید کھل جائے کہ تمام اشیاء کی اصل ذات باری تعالیٰ ہے اور تمام اشیاء اسی کی بارگاہ اقدس کی طرف لوٹ کر جا رہی ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دل بیٹا اور مشاہدات سے معرفتِ الہی کو حاصل کیا جائے کیونکہ اس جہاں سے بے خبر ہو جانا علم باطن کا ہی نتیجہ ہے۔

ہوش است سرمایہ صدور سراسر فارغ بال آنکہ از جہاں بے خبر است
در بیضہ خمی کنند مرغان فریاد ہر چند کہ بیضہ از قفس تنگ تراست
ترجمہ: ہوش اور بصیرت سو (۱۰۰) درد کا سرمایہ ہے۔ فارغ وہ ہے جسے جہاں کی خبر

^{۵۳} مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

نہیں۔ پرندے انڈے کے اندر فریاد نہیں کرتے اگرچہ انڈا قفس سے زیادہ تنگ ہوتا ہے۔
سوال: مشاہدات کس طرح حاصل ہوتے ہیں؟

جواب: اس کے بھی دو طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ کسب ہے یعنی بدن کو نجاست سے اور دل کو کدورت سے صاف کر کے ریاضت، عبادت اور تقویٰ میں مشغول کر دیا جائے۔ اپنے شیخ و مرشد کو اپنا ہادی بنا کر اور ایمان کا چراغ ہاتھ میں لے کر یادِ خدا سے دل کے زنگ کو دور کیا جائے۔ اپنے آپ کو تعصب سے بچائے۔ اپنے آپ کو کم کھانے، کم بولنے اور کم سونے کی عادت ڈالے، تاکہ مقامِ مکاشفات تک پہنچ سکے۔

دوسرا طریقہ وہب ہے کہ اللہ تعالیٰ توفیق کا چراغ اس کے آگے رکھ دیتا ہے تاکہ نورِ عبادت اور تجلّیِ ایمان اس کے دل پر اپنا پر تو ڈالے ایسا پر تو جو جذب و کیف سے معمور ہو۔

ہرچہ غیر از شورش و دیوانگی است کاندراں راہ دوری و بیگانگی است
ترجمہ: دیوانگی اور شورش کے سوا جو کچھ بھی ہے راہِ عشق میں سب بیگانگی ہے۔^{۵۴}

سوال: مرد عارف کی علامت کیا ہے؟

جواب: اگرچہ وہ جتنا بھی زیرک اور دانشور ہو اپنے آپ کو بہت بڑا نادان اور کورِ باطن (دل کا اندھا اور باطن کا اندھا) سمجھے اور دنیا پرستوں کے نزدیک وہ دیوانہ ہو۔

آنکس کہ بدانند و بدانند کہ نداند اس طربِ خویش بگردوں بچہاند
و آنکس کہ بدانند و بدانند اویر خر خویش بمنزل برساند
و آنکس کہ نداند و بدانند کہ بدانند در جہل مرکب ابدال دھر ہر بماند

۵۴ فرزانگی قصور ہے دنیاۓ عشق میں
دیوانہ جو ہوا وہی کامل ٹھہر گیا

ترجمہ: وہ شخص جو جانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ نہیں جانتا۔ وہ اپنی خوشی کے گھوڑے کو آسمان پر دوڑا دے گا اور وہ شخص جو جانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ جانتا ہے وہ اپنے گدھے پر منزل پر پہنچے گا اور وہ شخص جو نہیں جانتا اور سمجھتا ہے کہ میں جانتا ہوں وہ قیامت تک بیوقوفی کے گھوڑے پر ہی سوار رہے گا یعنی ہمیشہ بے وقوف رہے گا۔

سوال: دانائی کیا چیز ہے؟

جواب: دانش و دانائی کا اصلی مادہ دانستن ہے۔ جس کا معنی جاننا ہوتا ہے اور اصطلاحاً اس کا معنی عقل و خرد ہے اور وہ چراغ کی طرح حجرہ دماغ میں روشن ہے لیکن معرفت الہی پانے میں اور صفات الہی کو جاننے میں عقل و خرد عاجز و بے بس ہیں۔^{۵۵}

گر خرد در راہِ احق ہیں بُدے صد ہزاراں شبلی و ادہم شدے
ترجمہ: اگر صرف عقل راہ حق کو دیکھنے والی ہوتی تو لاکھوں ابراہیم ادہم اور شبلی پیدا ہو جاتے۔^{۵۶}

سوال: عقل کی روشنی کس چیز سے ہے؟

جواب: عقل کی روشنی علم سے، علم کی تقویٰ و طہارت سے اور باطن کی معرفت الہی سے ہے اور باتوں کے معانی و حقائق دلہن کی طرح الفاظ کے پردہ میں چھپے رہتے ہیں یعنی عبادت ظاہری دریا کی طرح، حروف موج کی مانند، معنی صدف یعنی سپی کے مشابہ اور اس کا مضمون بے بہا موتیوں جیسا ہے۔

ہر سخن را معنی و مغزے بود لیکہ مغزش در سرت کی می شود

۵۵	خرد	کی	گتھیاں	سلجھا	چکا	میں
میرے	مولا	مجھے	صاحب	جنوں	کر	
۵۶	گزر	جا	عقل	آگے	کہ	یہ نور
	چراغ	راہ	ہے	منزل	نہیں	ہے

گوش خر بفروش و دیگر گوش خر ایں سخن باور ندارد گوش خر
ترجمہ: ہر ایک بات کا ایک معنی اور مغز ہوتا ہے لیکن اس کا مغز تیرے سر میں کب
ہوتا ہے۔ گدھے کے کان کو فروخت کر اور دوسرے کان خرید۔ جو اس بات پر یقین نہیں
اسے گدھا کہو۔

سوال: عشق کیا چیز ہے؟
جواب: عشق ایک غیبی آگ ہے جب کسی دل پہ گرتی ہے ماسوائے محبوب ہر چیز کو جلا کر
بھسم کر دیتی ہے۔

نیم رخ تو اَلْسَتْ منکم ببعید وان نمی دگران عذابی لشدید
برگر دلت نوشته یحی ویمیت من مات من العشق فقامت بشہید
ترجمہ: (عاشق اپنے معشوق سے کہتا ہے) اے پیارے! تیرا آدھا رخ زیبا
بشارت دے رہا ہے کہ میں تم سے دور نہیں ہوں۔ اور اے میرے دوست! تیرا دوسرا
آدھا روئے زیبا ارشاد کر رہا ہے کہ تحقیق میرے جدائی کا عذاب بڑا سخت ہے تیرے لب
ہائے مبارک پر لکھا ہوا ہے یحیی ویمیت۔ یعنی کلام کرنا معشوق کا عاشق کی زندگی ہے۔
اور معشوق کا انجان ہو کر بات کرنا عاشق کی موت ہے پس جو شخص معشوق حقیقی کے عشق میں
مر گیا۔ یقیناً وہ شہادت کی موت مرا۔

سوال: بزرگوں کی صحبت کی تاثیر اور نا صحین کی نصیحت کب اثر کرتی ہے؟
جواب: راہِ نجات طلب کرنے سے اور اپنے دل کو اپنی عادات سے ہٹانے سے۔ اس
لیے کہ پتا جب تک پھول کے درخت پر قائم ہے۔ پھول کی صحبت کا اس پر کچھ
اثر نہیں۔ جب اپنی جگہ سے ٹوٹ گیا اور جدا ہوا اسی وقت جو ہر قابل ہوا۔^{۷۵}

۷۵ اس راہ میں مقام بے محل ہیں
جو ٹھہرے ذرا کچل گئے ہیں

البتہ پھول کی صحبت سے اس میں خوشبو پیدا ہوگی۔

صحبت اندر جوہر قابل کند تاثیر و بس ورنہ شاخ گل چرا از بوئے گل خوشبو نشد
ترجمہ: جوہر قابل میں تاثیر قبول کرنے کا ملکہ ہوتا ہے ورنہ پھول کی خوشبو سے
پھول کی ٹہنی خوشبودار کیوں نہیں ہو جاتی۔

سوال: تمام مذاہب میں سے کون سا مذہب سب سے اچھا ہے؟

جواب:

در مذاہب مذہب دہقان خوب است مولوی مذہب دہقاں چہ باشد انچہ کاری بدروی
ترجمہ: مولوی مذاہب میں سب سے اچھا مذہب دہقان کا ہے۔ کسان کا مذہب
کیا ہے کہ جو بوتا ہے وہ کاٹتا ہے یعنی جیسا بوئے گا ویسا ہی پھل حاصل کرے گا۔

سوال: موجودات مراتب کی ابتدا اور انتہا کیا ہے؟

جواب: ان کی ابتدا عقل اول سے ہے کہ اسی کو عقل کل، معلول اول اور حقیقت محمدی کہا
جاتا ہے اس کے بعد اعیان ثابتہ ہیں جنہیں صور علمیہ حق اور معلول ثانی سے تعبیر
کیا جاتا ہے اور پھر موالید ثلاثہ ہیں اور انسان کے ساتھ مراتب کی انتہا ہو جاتی
ہے اور قرآن مجید کا آخری لفظ الناس ہے اور پھر اس جہان سے منتقل ہو کر واصل
حق ہوگا۔ یعنی قدرت الہیہ ایک نقطہ ہے کہ اس سے نفوس، اقوال و اجرام اور
عناصر و موالید کی ابتدا ہوئی۔ پھر ان سب کی انتہا بھی اسی کی جناب کی طرف ہو
گی اور یہ چراغ جس مقام سے روشن ہوا سب لوٹ کے اسی کی طرف جائیں
گے۔ ۵۸

سوئے ہستی از عدم در ہر زماں ہست وایم کارواں در کارواں

۵۸ عشق تیری انتہا عشق میری انتہا
تو بھی ابھی ابھی میں بھی ابھی تمام

باز از ہستی رواں سوئے عدم میروند ایں کاروانہا دمبدم
 جزوہا را ووی ہاسوئے کل است بلبلاں راعشقبازی باگل است
 انچہ از دریا بدریا میرود از ہمانجا کاند آنجا میرود
 ترجمہ: عدم سے زندگی کی طرف ہر وقت قافلہ آ رہا ہے۔ پھر ہمہ وقت زندگی سے
 عدم کی طرف لوگ جا رہے ہیں۔ اجزاء کی صورتیں کل کی طرح ہیں۔ بلبلیں پھولوں سے
 عشق بازیاں کر رہی ہیں۔ جو کچھ دریا سے آئے وہ دریا کی طرف ہی جاتا ہے۔ جہاں سے
 آیا تھا وہیں جاتا ہے پھر یہ قافلہ دمبدم ہستی سے عدم کی طرف جاتے ہیں۔^{۵۹}

سوال: نقطہ علم سے کیا مراد ہے؟

جواب: نقطہ علم ہر وجود کا آغاز ہے جب تقاضائے ازلی کے سبب یہ مقام وحدت سے
 کثرت کی طرف لایا گیا۔ اور ہزاروں نام و نشان پیدا کئے گئے اور نام و نشان کی
 کثرت سے یہ ایسا پوشیدہ ہوا کہ جیسا تھا ویسا ہی ہے اور دریائے وحدت سے
 ایک قطرہ بھی کم و بیش نہیں کیا۔^{۶۰}

ہنوز آن ابر رحمت درفشان است خم و خانہ بامہر و نشان است
 ترجمہ: ابھی وہ ابر رحمت مائل بہ کرم ہے اور یہ خم و خانہ اسی کی محبت اور نشان کے
 صدقے قائم ہے۔

سوال: جسم سے نقطہ کو کس طرح پہچاننا چاہیے؟

جواب: تعلقات کے ترک کرنے سے کیونکہ جسم طول و عرض و عمق سے مرکب ہے اور اگر
 عمق یعنی گہرائی کو ختم کر دیں تو اس کی سطح برابر ہو جاتی ہے یعنی وہ طول و عرض تو

۵۹ عیش منزل ہے غریبان محبت پہ حرام

سب مسافر ہیں بظاہر نظر آتے ہیں مقیم

۶۰ بے نقابی یہ کہ ہر ذرے سے جلوہ آشکار

اس پہ گھونگھٹ یہ کہ صورت آج تک نادیدہ ہے

رکھتا ہے عمق نہیں رکھتا۔ پھر عرض کو بھی ختم کر دیں تو صرف خط باقی رہتا ہے جو طول رکھتا ہے۔ اور عمق و عرض نہیں رکھتا۔ پھر اگر خط کو بھی قطع کر دیا جائے تو صرف جُز رہا۔ ایسا جز جو لا یتجزی ہو یعنی ٹکڑے نہ ہو سکے۔ پس انسان قطع تعلقات کو شطرنج کی طرح چھوڑ دے۔ جس طرح اس نے عقل اوّل سے نزول کیا تھا آہستگی سے پھر عروج کرے اور اس نو طبق خول سے باہر آ کر محبت کے بال و پر کھولے تو آشیانہ قدیم تک پہنچ سکتا ہے۔

دلا تا کے درایں کاخ مجازی کنی مانند طفلان خاکبازی
 بیفشایں بال و پر از آمیزش خاک پر تا کنگرہ ایوان افلاک
 تویی آں دست پرور مرغ گستاخ کہ بودت آشیانہ بیروں ازیں خاک
 چر از آں آشیانہ بیگانہ کشتی چو دوناں چغدازیں ویرانہ کشتی
 ترجمہ: اے دل! تو کب تک اس محل مجازی میں لڑکوں کی طرح خاکبازی کرتا رہے
 گا اپنے خاک آلودہ بال و پر کو جھٹک اور ایوان افلاک کے کینگرہ پر جا بیٹھ^۱ تو وہ اپنے
 ہاتھوں سے پالا ہوا گستاخ پرندہ ہے کہ تیرا آشیانہ اس خاک سے باہر تھا۔ تو کس لئے اپنے
 آشیانہ سے بیگانہ ہوتا چلا گیا اور کمینوں کی طرح تو ویرانوں کا اُلّو ہو کے رہ گیا۔

سوال: انسان کی پیدائش اصل میں خاک سے ہے لیکن ظاہری طور پر کس سے ہے؟
 جواب: خاک سے ہے کیونکہ انسان جو غلّہ اور پھل وغیرہ کھاتا ہے اشیاءِ خاکی میں سے
 ہوتے ہیں اور اس خوراک سے خون پیدا ہوتا ہے اور خون سے نقطہ، علقہ اور جنین
 کا وجود تیار ہوتا ہے پس انسان اپنی اصل کے اعتبار سے مکمل طور پر خاک سے

۶۱ مثل کلیم ہوا گر معرکہ آزما کوئی

اب بھی درخت طور سے آتی ہے بانگ لاتخف

ہے اور باعتبار خاک کے تمام خاک سے ہے۔

آدم از خاک است و خار و گل ز خاک آمد پدید
جامہ خاک و غلہ خاک و تخت خاک و جسم خاک
خاک مہد و لحد خاک خاک بستر خاک فرش
خاک اندر خاک گشت و رفتہ بیروں جان پاک

ترجمہ: آدم خاک سے ہے اور خار و گل بھی خاک سے ہیں۔ جامہ خاک، غلہ خاک،
تخت خاک، جسم خاک، خاک جھولا، لحد یعنی قبر خاک، بستر خاک اور فرش خاک، خاک اندر
خاک ہو گئی اور پاک جان نکل گئی۔

سوال: آدمی کے وجود میں ماں اور باپ سے کون سی چیزیں پیدا ہوتی ہیں؟

جواب: باپ سے چار چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ ہڈی، رگیں، چربی اور اعصاب اور چار
چیزیں ماں سے پیدا ہوتی ہیں۔ گوشت، بال، جلد اور خون اور یہی چیزیں بدن
انسانی کی بنیاد ہیں۔

لحم و جلد و شعر و خون از طرف مادر شد چہار استخوان و رگہا و چربی و از اب بدار
ترجمہ: گوشت، جلد، بال اور خون یہ چار چیزیں ماں کی طرف سے ہوتی ہیں۔
ہڈیاں، رگیں، چربی اور اعصاب باپ کی طرف سے ہوتے ہیں۔

سوال: تمام انسانوں کو آپس میں بھائی کس لئے کہتے ہیں؟

جواب: اس لیے کہ سب انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور ہر بچہ جو اس دنیا
میں آنکھ کھولتا ہے وہ ایک بے گناہ اور پاکیزہ راستے پر ہوتا ہے یعنی فطرت سلیمہ
پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اگر عیسائی ہوں تو اسے عیسائی بنا لیتے ہیں
اور اگر یہودی ہوں تو اسے یہودی بنا لیتے ہیں اور اگر بت پرست ہوں تو بت

پرست بنا لیتے ہیں^{۶۲} مولا ناروم فرماتے ہیں۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند مہر آں را درد لش انداختند
ترجمہ: ہر ایک کو کسی ایک کام کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس کام کی محبت اس کے دل میں ڈال دی گئی ہے۔ لیکن اگر وہ اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا نہ کرے آدمی نہیں ہے بلکہ حیوانوں سے بدتر ہے۔ اس لیے کہ تمام حیوانات اللہ تعالیٰ کی بندگی میں مشغول ہیں اور اس کی محبت ان کے وجود میں سرایت کیے ہوئے ہے۔

شتر را چو شور و طرب در سر است اگر آدمی را نباشد خر است
ترجمہ: جب اونٹ کے سر میں شور و طرب موجود ہے اگر آدمی میں نہ ہو تو گدھا ہے۔ یعنی اونٹ جذبہ اطاعت الہی سے سرشار ہے اگر انسان اس سے محروم ہے وہ تو ایک گدھا ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی محبت کس طرح پیدا ہوتی ہے؟

جواب: اس کی نعمتوں کو یاد کرنے سے۔ اس لیے کہ تیرا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ پر لازم نہیں تھا۔ محض اپنے ارادہ ازلی اور احسان قدیمی سے وہ تجھے عدم کی گلی سے جلوت گاہِ ظہور میں لایا۔ اور پیغمبروں کو علم ظاہر اور علم باطن سکھانے، تصفیہ اور تزکیہ نفس کے لیے کتابوں اور صحائف کے ساتھ مبعوث کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے بیوی بچے اور دنیا کا مال و دولت جو زندگی کی زینت ہے تجھے عطا فرمایا۔ اب تجھے چاہیے کہ تو اپنے مال و دولت، بیوی بچوں اور گھر بار ہر چیز سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے محبت کرے اور منعم حقیقی کی طرف رجوع کرے^{۶۳} اگر تجھے سننے والے کان اور چشم بینا نصیب

۶۲ یہ مضمون ایک حدیث پاک سے لیا گیا ہے جس کے الفاظ مبارکہ یہ ہیں (ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ ولکن ابواہ یہودانہ وینصرانہ ویمجسانہ) تفسیر ابن کثیر ۳/۴۱۸ ”ہر بچہ فطرت اسلام یہ پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے والدین اسے یہودی عیسائی یا مجوسی بنا لیتے ہیں“

۶۳ اہل ایمان کی نشانی ہی یہ بتائی گئی۔ ارشاد ہے (والذین امنوا اشد صبا للہ) ”اور ایمان والے ہر چیز سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں“ (القرآن الکریم: ۱۶۵/۲)

ہے یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کے لئے کافی ہیں۔

بداں دہرمن غدار و مکار زراہ حق ترا دار و براں کار
زند بر روئے تو آں پنچہ خویش نمایدنوش در نیش تو چوں نیش
ز انگشتان دو برد چشم دوو برگوش یکے برب نہد گوید کہ خاموش
دلت راتابع خودی نماید عداوت از حقت بردل فزاید

ترجمہ: مکار و دغا باز انسان حق سے روکتا ہے۔ تجھے اس کام پر مارتا ہے۔ وہ تیری صورت پر اپنا پنچہ مارتا ہے۔ دو انگلیوں سے تیرے کان سے اور دو سے آنکھ پر ڈنگ مارتا ہے اور ایک انگلی تیرے لب پر رکھتا ہے تاکہ تو خاموش رہے۔ تیرے دل کو اپنے تابع کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے تیری دشمنی اور زیادہ کر دیتا ہے۔

سوال: اندھا کون ہے؟

جواب: وہ شخص جو کسی کو کفن میں دیکھے اور اپنی موت سے غافل رہے۔ یعنی اپنی موت سے نظر بند کر لے۔

اگر بمر د عدو جائے شادمانی نیست کہ زندگانی مان نیست جاودانی نیست
ترجمہ: اگر دشمن مر گیا تو خوشی کا مقام نہیں ہے کہ ہماری زندگی بھی ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے۔

سوال: بہرہ یعنی اونچا سننے والا کون ہے؟

جواب: وہ جو نصیحت کی بات سنے اور اس پر عمل نہ کرے^{۶۳}۔ بلکہ کہنے والے کو اپنا مخالف سمجھ کر اس سے بیگانوں جیسا سلوک کرے۔

سخنم قطره بود سمع شریف تو صدف قطره را دولت دردانه شدن صدف است
ترجمہ: بات میری قطرہ ہے اور کان تیرے سیپی۔ قطرہ کا سیپی میں ہونا ہی

^{۶۳} نیک باتوں پر عمل کرنا ہمارا کام ہے
یہ نہ دیکھو کہنے والا کون ہے کیا نام ہے

صدق ہے۔

سوال: کونگا کون ہے؟

جواب: جو نصیحت کو یاد رکھے لیکن کسی کو آگے نصیحت نہ کرے۔

چومی بینم کہ نابینا و چاہ است اگر خاموش بنشینم گناہ است
ترجمہ: جب میں دیکھوں کہ ایک اندھا ہے اور راستے میں کنواں ہے پھر بھی اگر میں
خاموش بیٹھا رہوں تو گناہ ہے۔

سوال: دونوں جہاں کی نعمت کسے حاصل ہے؟

جواب: جو اپنے نفس کو تنبیہ کرے اور ہمیشہ اپنی خصلتوں کی طرف مشغول یعنی اپنے
عیوب دیکھتا رہے۔ اس لیے کہ نفس ایک نادان بچے کی طرح ہے^{۶۵} بالغ ہونے
تک..... جو موت سے کنایہ ہے..... اسے برے افعال سے روکے اور اسے
ڈانٹتا رہے اور ایک لمحہ بھی اس سے غافل نہ بیٹھے۔ اگر بالغ ہونے تک نیک
اخلاق سے مزین ہو گیا تو اسے دونوں جہانوں کا مقصد اور زندگی کا ثمر مل گیا۔ مگر
جب نابالغ لڑکا غفلت اور عمر برباد کرتے ہوئے اس عمر سے گزر گیا تو ابدی
ندامت اور ہزاروں عذابوں میں گرفتار ہوگا۔

خنک نیک بختی کہ در گوشہ بدست آرد از معرفت توشہ
ترجمہ: وہ خوش بخت بہت اچھا رہا جس نے ایک کونے میں بیٹھ کر جام معرفت کا
گھونٹ پیا۔

۶۵ یہ مفہوم قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر سے مستنبط ہے۔

والنفس كالطفل ان تهمله شب على

حب الدضاع وان تطفمه ينظم

نفس شیرخوار بچے کی طرح اگر اسے جوان ہونے تک دودھ پینے سے نہ روکے تو وہ خواہش شیرخواری میں ہی جوان ہو جائے گا
اور اگر مدت رضاعت میں دودھ چھڑا دے تو آسانی سے چھوڑ دے گا۔

سوال: نفس کو کس طرح تنبیہ کرنا چاہیے؟

جواب: اس طرح کہ انسان اسے کہے اے نفس! اگر تو نے اللہ تعالیٰ کی بندگی نہیں کرنی تو اس کی روزی مت کھا۔ اور اگر تو نے اس کی رضا پر راضی نہیں رہنا تو آسمان کے نیچے سے نکل جا۔ اگر تو اس کی عطا پر راضی نہیں اور زیادہ طلب کرتا ہے تو دوسرے خدا سے مانگ تا کہ وہ تجھے اور روزی دے دے۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ۔ ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اے اللہ! ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنے والا بنا دے۔

سوال: انسان کس طرح اپنے نفس کو اپنا ملازم و خادم بنا سکتا ہے؟

جواب: حکمت ازلی کی رو سے جب سب انسان عالم عدم میں تھے اور قلم قدرت نے ہر ایک کے ساتھ سعادت یا شقاوت لکھ دی۔ لیکن یہ دنیا عالم اسباب ہے نفس کو مغلوب کرنے کا راستہ عقل (نورانی) اور ایمان کی روشنی ہے۔ نفس بنی آدم سے اپنی عداوت کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ ہر شخص نفس کو اپنا دشمن تو مانتا ہے لیکن ہمت کی کمی سے اس پر غالب نہیں آ سکتا کیونکہ نفس اپنے کاموں کو انسان پر بڑا خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے۔ جو شخص نفس کی حقیقت سے آگاہ ہو جائے اور اس پر غلبہ پالے اور اس کی اطاعت نہ کرے وہی کامیاب و کامران ٹھہرتا ہے۔ اور نیک و بد کو ممتاز کرنے کا ذریعہ بھی معرفتِ نفس ہی ہے اور سعادت و شقاوت کا پتہ بھی اسی سے چلتا ہے یعنی نفس کو زیر کرنے والا نیک اور سعادت مند ہے اور نفس کا غلام بُرا اور شقی ہے۔

گناہ گرچہ نبود اختیار ما حافظ تو در طریق ادب کوش گو گناہ من است
ترجمہ: اے حافظ اگرچہ ہمیں گناہ کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہے مگر ادب کا طریقہ

یہی ہے کہ تو کہہ یہ میرا گناہ ہے۔

سوال: راہ ایمان کی دلیل کیا ہے؟

جواب: وہ تین چیزیں ہیں اول زبان سے اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان حق ہے اور وہ وحدہ لا شریک ہے دوسری دل سے بھی اس کی تصدیق کرنا اور تیسری اس پر عمل بھی کرنا یعنی ایمان اقرار، تصدیق اور عمل کا نام ہے۔

سوال: موحد کون ہے؟

جواب: جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہ دیکھے۔^{۶۶}

یکے بین و یک دا و یکے گوئے یکے خواہ و یکے خواں و یکے جوئے
ترجمہ: ایک کو دیکھ، ایک جان اور ایک کہہ۔ ایک کو چاہ، ایک کو پکار اور صرف ایک کو
ڈھونڈ۔ ایضاً

یک چراغ است دریں خانہ کہ از پر تو آں ہر کجای نگری انجمنے ساختہ اند
ترجمہ: اس گھر میں ایک چراغ ہے جس کی ایک کرن بھی جہاں پڑتی ہے وہیں
انجمن بن جاتی ہے۔

سوال: توحید کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کو ہر وجہ سے وحدہ لا شریک ماننا کہ وہی واجب الوجود ہے اور اس کے سوا
مشرک جسے بھی خدا مانتے ہیں ممنوع الوجود ہے اور تمام مخلوقات ممکن الوجود ہے اور
قدرت ازلی کے پر تو سے معرض وجود میں آئی اور تمام ممکنات کا وجود وجود حق
سے قائم ہے۔

حق جان جہاں است و جہاں جملہ بدن اجناس ملائکہ حواس ایں تن

۶۶ توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

اجرام و عناصر و موالید اعضاء توحید ہمیں است ود گ رہا ہمہ تن
ترجمہ: جہاں کی جان حق تعالیٰ ہے اور سارا جہاں بدن ہے، اجرام، عناصر، موالید
ثلاثہ اور ملائک، سب اسی تن کے حواس ہیں۔ توحید یہی ہے اور باقی سب کچھ جسم ہے۔
سوال: اللہ تعالیٰ کا دیدار کسے حاصل ہوگا؟

جواب: جس نے اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کو پہچانا اور ایمان لایا۔ وہی بلا کیف اور بلا جہت
دیدار الہی کی نعمت سے متمتع ہوگا جو جنت کی بہترین نعمت ہے۔ ارباب شریعت
کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا دیدار خواب میں بھی حق جائز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے
(من کان فی هذه الاعمی فہو فی الاخرة الاعمی)^{۶۷}

ترجمہ: جو شخص یہاں کا اندھا ہے۔ پس وہ آخرت کا اندھا ہے۔ حضرت خاموش
رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نا بینا یہاں جو ہے نا بینا وہاں بھی ہے دیکھا نہیں جو اس جا جا کروہاں کیا دیکھے
چشم بکشا کہ جلوہ دلداری تجلی متجلی اساست بر در و دیوار
و نحن اقرب الیہ آمدہ است دور افتادہ تو در پندار
اوبہ پیش تو ایستادہ چو سرو سرفرو بردہ تو نرگس دار
ترجمہ: آنکھ کھول کہ جلوہ دلداری در و دیوار پر تجلیاں بکھیر رہا ہے^{۶۸} نحن اقرب
قرآن کریم میں آیا ہے۔ تو غورِ خودی سے دور پڑا ہوا ہے۔ وہ سرو کی مانند تیرے آگے کھڑا
ہے اور تو نرگس کی طرح سر نیچے کیے ہوئے ہے۔

۶۷ القرآن الکریم: ۷۲/۱۷

۶۸ کھول آنکھ، زمین دیکھ، فلک دیکھ، s 4 h دیکھ
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ
اس جلوہ بے پردہ کو پردوں میں چھپا دیکھ
ایام جدائی کے ستم دیکھ، جفا دیکھ

خاتمہ

خیر الکلام قلّ ودل (بہترین کلام وہ ہے جو مختصر ہو اور مدلل ہو) کے حکم کے مطابق اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اس لیے کہ اگر گھر میں کوئی ہے تو ایک آواز ہی کافی ہے یعنی اگر عقل مند ہے تو ایک اشارہ یک حرفی بھی کافی ہے۔

دانا مزاج ہو تو فقط یک اشارہ بس نادان کو لہو و لعب ہے اور قصہ خوانی ہے^{۶۹}

نقل

ایک شخص نے ایک عقل مند سے پوچھا کہ اس دنیا میں انسان کے لیے سب سے بہتر کون سی چیز ہے۔ اس نے کہا مادر زاد دولت۔ اس نے کہا اگر یہ نہ ہو اس نے کہا چشم بینا۔ یعنی دیکھنے والی آنکھ۔ اس نے کہا اگر یہ بھی نہ ہو۔ اس نے کہا کان شنوا یعنی سننے والے کان۔ اس نے کہا اگر یہ بھی نہ ہو اس نے کہا اسے فوراً مرجانا چاہیے۔ یعنی عزت کے ساتھ مرنا ذلت کی زندگی سے بہتر ہے۔

عمر گر خوش گذرد زندگی خضر کم است و بتلخی گزر د نیم نفس بسیار است ترجمہ: عمر اگر اچھی گذرے۔ زندگی خضر کی بھی کم ہے۔ اور اگر تلخی کے ساتھ گذرے۔ آدھی سانس ہی بہت ہے۔

کتاب اخلاق صابری تمام ہوئی
وصلی اللہ تعالیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

۶۹ طوفان نوح لانے سے اے چشم فائدہ؟
دو اشک ہی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

کونی صاحب بلا اجازت قصد طبع نفرمائیں

واللہ عیسیٰ الشیخ الصمدی امیر مہتمم
المسیرۃ

الحمد للہ

دریں ولایں رسالہ مضمون مشتمل بر اخلاق و تصوف

موسوم بہ

اخلاق صابری فی عرفان باری

من تالیف فقیر خواجہ غلام حسین شاشی صابری

حیدرآبادی دکنی مدظلہ العالی

بہتمام فدوی خواجہ جمیل احمد خان امرہوی ششی صابری خادم حضرت موصوف

ماہ جمادی الاول ۱۳۲۸ھ

تقریظ جلیل احمد خاں صاحب چشتی الصابری امر وہوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والسلام علی رسولہ محمد وآلہ
آلہ بعد ان دنوں پیر و مرشد قبلہ سیدنا حضرت خواجہ غلام حسین شاہ صاحب
والفادری حیدر آبادی کئی تخلصہ العالی نے ایک کتاب اخلاق پسند و نصح
باخلاق صابری تالیف فرمائے ہیں جسکے دیکھنے سے اصول ظاہر و باطن
معلوم و آگاہی ہوئی ہے عجیب سے طرز سے انتخاب فرمائے ہیں اسکی تعریف
قاصر ہے میں نے واسطے حصول استفادہ برادران دینی اہل اسلام و سلسلہ
ہے اللہ تعالیٰ اسکو مقبول عام فرماوے۔ المرقوم ۶ رذ الحجہ ۱۳۵۱ھ

تقریظ جناب خلیفہ وزیر علی شاہ چشتی الصابری امر وہوی

۸۶ھ

الحمد للہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والسلام علی رسولہ محمد وآلہ
آلہ بعد ان دنوں پیر و مرشد قبلہ سیدنا حضرت خواجہ غلام حسین شاہ صاحب چشتی الص
حیدر آبادی کئی خلیفہ اکبر و اعظم حضرت شاہ ہاشم حسین چشتی الصابری حیدر آبادی
علیہ کے ہیں۔ ایک کتاب اخلاق و پسند و نصح و تصوف موسوم باخلاق صابر
فرمائی ہے جسکے دیکھنے سے اصول ظاہر و باطن دنیا و دین کے معلوم و آگاہی ہو
عجب سے طرز سے انتخاب فرمائی ہے۔ اسکی تعریف میں زبان قاصر ہے۔ لہذا
استفادہ برادران اہل اسلام و سلسلہ کے لئے یہ کتاب سمیل نسخہ ہے۔
اسکو مقبول عام فرماوے۔ المرقوم ۶ رذی الحجہ ۱۳۵۱ھ

حق

حق

حق

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
عَلَى حَبِيبِهِ وَرَسُولِهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَجَمِيعِ أَوْلِيَاءِ أُمَّتِهِ أَجْمَعِينَ هَذَا الْقَصِيرُ
حقیر سرپا تقصیر خواجہ غلام حسین شاہ چشتی القصابری دکنی حیدرآبادی ارباب دانش و
بیش کی خدمت میں عرض پر واز ہے کہ ان دنوں عقیدت مندان اہل سلسلہ نے مثل
خواجہ محمد عبدالغفر نیر و خواجہ محمد عبدالغفور و خواجہ محمد فضل الہی روپری و محمد انوار الحق سہیل و
جمیل احمد مروہوی وغیرہ نے اپنی خواہش ظاہر کی کہ کوئی رسالہ عام فہم زبان اردو
میں جو سلوک و معرفت و اخلاق و ہند و نصائح سے ملو ہو قلمبند فرمایا جائے جس سے ہم
بتدیوں کو سود مند اور مستفیو کو خاطر پسند ہو۔ اگرچہ یہ کمترین ناخواندہ ہے کچھ ایسا پڑھا
لکھا نہیں ہے جو اس کام کو اچھی طرح انجام دے۔ ناچار بیاس خاطر بردارانِ دینی تصفیقا
سے ائمہ دین متین چند حضرات مثل حضرت مولانا روم و حضرت سعدی و جامی و سن
سنجری و سید اشرف علی عبدالقادر مہندہ کلید دانش و مافتہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہم
کے کلمات کرامت آیات فراہم کر کے مثل ایک گلدستہ کے تیار کیا۔ اور نام اسکا
اخلاق صابری فی عرفان باری رکھا تاکہ بستہ بیان طالب حق و اخلاق

انسانی کو آسانی ہووے۔ اور اس رسالہ کو بطریق سوال و جواب کے مزین کیا۔ تاکہ
 اس کی عبارت اور اشعار کو یاد کر کے غیبت کے ساتھ فائدہ حاصل کریں۔ اور رباب
 ذی علم سے امیدوار ہوں۔ اگر انتخاب میں کوئی سہو یا غلطی ربط مضمون وغیرہ میں پائی
 تو اصلاح فرمادیں۔ اور کوئی حرف اس تالیف کا پسند آوے۔ تو جامع اوراق کو دعائے
 خیر سے یاد فرمادیں۔ وعا توفیقی۔ اَللّٰہُمَّ الْعَلِّ الْعَظِیْمَ وَتَوَكَّلْتُ اِلَیْہِ اَنِیْبُ
 سوال۔ خدائے تعالیٰ سے کیا مانگنا چاہیے جواب۔ خدا سے خدا کو مانگنا چاہیے۔ اور
 خیریت اور عافیت دو جہان کی بیعت۔ خواہم از تو خوبی ہر دوسرا ہنہ وز تو خواہم از تراے
 رہنما۔ ترجمہ۔ چاہتا ہوں تجھ سے یا رب خوبی دو جہان کی اور تجھ سے بچھو چاہتا ہوں۔
 اے خدا۔ اے رہنما۔ سوال۔ سلوک کیا ہے جواب۔ بجا لانا احکام الہی کا۔ اور شفقت
 او پر بندگان خدا کے بیعت۔ سالکان راہ حق و را مرا و بنیک زماں غافل نیند از جستجو
 ترجمہ۔ سالکان راہ خدا اس کے حکم میں ایک لحظہ غافل نہیں ہیں جستجو سے سوال
 زندگی کیونکر بسر کرنی چاہیے جواب۔ خوشی اور کم آزاری کے ساتھ بیعت۔ بایں جو
 برق خندہ زماں زلیست در جہاں بنہ بچو ابر ہر سرد دنیا گریستن۔ ترجمہ۔ چاہیے کہ
 بجلی کے ہستی ہووے۔ دنیا جہان میں۔ نہ کہ مانند ابر کے دنیا میں روئے رہنا۔
 سوال۔ عمر کو کس شغل میں صرف کرنا چاہیے جواب۔ علم حاصل کرنے میں۔ اور
 اس پر عمل کرنے میں۔ صرف کرنا۔ بیعت۔ سیاموز خبر علم گر عاقلی بن کہ بعلم بودن بود غافل
 ترجمہ۔ بیعت سیکھ سوائے علم کے اگر عقلمند ہے تو۔ کہ بے علم رہنا غفلت میں رہنا ہے۔
 سوال۔ علم سے کیا نتیجہ ملتا ہے جواب۔ پڑھنے والا علم کا اگر چوٹا ہے۔ تو بزرگ
 ہوتا ہے۔ اور اگر فقیر ہے تو تو بکر چوٹا ہے بیعت قیمت علم ہر چور باشد چونکہ شکر کند تاز رہا

ترجمہ۔ علم کی قیمت مانند زر کے ہے۔ جبکہ کہنہ ہووے زیادہ تازہ ہووے سوال
 سید ہارباستہ کیونکہ معلوم ہوئے۔ جواب۔ علم کی روشنائی سے۔ جواب
 چونکہ ازبے علم باید گدانت بہ کہ بی علم نتوان خدا را شناخت بہ ترجمہ۔ مانند شمع کے
 علم کے واسطے گدنا چاہیے۔ کیونکہ بغیر علم کے آدمی خدا کو نہیں پہچان سکتا سوال
 دنیا کس کو کہتے ہیں۔ جواب۔ جو شے آخرت میں کام نہ آوے۔ وہ دنیا ہے
 بیت ہولنا روم۔ چہیت دنیا از خدا غافل بلدن بہ نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
 ترجمہ۔ دنیا کیا ہے؟ خدا سے غافل ہونا۔ چاندی، سونا، مال و دولت، جو رو
 بچے دنیا نہیں ہیں۔ سوال۔ سلوک کے راستہ کے لئے روشنائی کیا ہے۔ جواب
 مغلوبی نفس یعنی نفس کو عاجز کرنا۔ بیت۔ ہر کہ نفس خوش را مغلوب کرد بہ آتش و دوزخ
 برو گردید۔ بہ ترجمہ جس نے اپنے نفس کو قابو کیا بہ عاجز کیا۔ دوزخ کی آگ
 اس پر سرد ہو جائے گی۔ سوال۔ نفس کس تدبیر سے عاجز ہوتا ہے۔ جواب
 اس کی مخالفت کرنے سے۔ فترو۔ مراد ہر کہ بر آری مطیع امر شود بہ خلاف نفس
 کہ فرماں چو یانت بنیر است۔ ترجمہ۔ مراد جس کی تو پوری کر گیا۔ وہ تیرا فرمانبردار ہوگا۔
 بخلاف نفس کے یعنی جب نفس کی مراد پوری ہوتی ہے۔ ہر کشتی کھاتا ہے۔ لہذا اس
 کی مراد پوری نہ کرنی چاہیے۔ سوال۔ غرت کس چیز سے ہوتی ہے۔ جواب۔ کم ہونے
 سے قطعہ سعدی۔ بہیرے رسیدم در اقصائے یونان بہ بدو گفتم لے آنکہ با عقل و
 ہوشی بہ ہر دم چہ بہر بہر حال گفتا بہ اگر راست ہر سی خموشی خموشی بہ ترجمہ۔ ایک
 بزرگ کے پاس گیا میں ملک یونان میں۔ ان سے کہا میں آپ صاحب عقل و
 ہوش میں۔ آدمی کے لئے بہر حال میں کون سی بات بہتر ہے۔ جواب اختیار کرے

فرمایا۔ اگر توبہ چاہتا ہے۔ خاموشی، خاموشی، یعنی خاموشی اختیار کرنا چاہیے۔
 سوال۔ نیکی سب سے زیادہ کس کے ساتھ کرنا چاہیے۔ جواب۔ ماں اور
 باپ کے حق میں یعنی ماں اور باپ کے ساتھ زیادہ کرنا بہتر ہے بیت
 جنت برضائے مادرانست نہ حقاً کہ رضائے مادرانست نہ ترجمہ جنت
 ماں باپ کی رضامندی پر ملتی ہے۔ قسم اللہ کی ہماری رضامندی بھی اسی میں
 ہے۔ سوال۔ برائی کس کے ساتھ کرنا چاہیے۔ جواب۔ نفس کے ساتھ بیت
 مکن نفس امارہ را پیروی نہ کہ ناگاہ گرفتار دوزخ شوی نہ ترجمہ بیت کر نفس
 امارہ کی پیروی یعنی اطاعت مت کر۔ کیونکہ یکا یک دوزخ میں گرفتار ہو جاوے گا تو
 سوال۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کس چیز سے حاصل ہوتی ہے۔ جواب۔ اول
 والدین کی خدمت گزاری سے۔ دوم۔ بندگان خدا کی خدمت سے۔ بیت
 ہر کہ خدمت کرد اور مخدوم شد نہ ہر کہ خود را دید اور محروم شد نہ ترجمہ جس نے
 خدمت کی وہ مخدوم ہوا۔ اور جس نے اپنے کو دیکھا یعنی غرور کیا۔ وہ محروم ہوا۔
 سوال۔ کون سی نیکی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہے۔ جواب۔ وہ نیکی والدین
 اور استاد۔ پیر و مرشد۔ قبیلہ۔ فرزندان۔ قرابتداران سے کی جاوے۔ بیت
 بخویشان خود نیک باش اے پسر نہ کہ از اصل و فرع است ذوق نمر
 ترجمہ۔ اپنے قرابتداروں سے اچھا رہ اے لڑکے۔ کیونکہ جڑ اور شاخوں
 سے پہلے کا مزا ہے۔ سوال۔ کون سی بدی اللہ تعالیٰ کے نزدیک
 بدتر ہے۔ جواب۔ بد دعا۔ جو حق میں اپنی پہوٹی اولاد کی کرتے ہیں بیت
 بد دعائے والدین آید چو تیر نہ ہر بدت و حق طفلان صغیر۔ ترجمہ۔ ماں باپ

کی بد دعا چھوٹے بچوں کو ایسی ہے جیسے تیر نشانہ پر لگتا ہے۔ والدین کو چاہیے
 اپنی اولاد کے لئے بد دعا نہ کرے۔ سوال۔ نیک بخت کس دلیل سے پہچانا
 جاتا ہے جواب۔ عین دلیلوں سے۔ ایک علم۔ دوسری سخاوت تیسری خنداں
 رونی سے۔ یعنی ہر ایک سے ہنس کر بات کرنا۔ اخلاق سے۔ بیت۔ نیک بختی را
 دلیل آید ہاں ہر روئے خوش علم و سخاوت برکساں۔ ترجمہ۔ نیک بخت کی دلیل
 کیا ہے جان ہنس ٹکھ صورت، صاحب علم، اور سخاوت کرنا غریبوں پر سوال۔
 سب سے اچھے کام کون سے ہیں جواب۔ مجلس میں عالموں اور حکیموں کی ٹھینا۔
 اور ان کی صحبت سے فائدہ حاصل کرنا۔ عالم کون ہے۔ عالم ربانی حکیم کون ہے
 غریبوں کا علاج کرنے والا۔ بیت۔ صحبت وانا چو عطر لاد بجا نہ کن معطر زان مشام
 خوش را ہ سوال۔ مرد عارف اور حق شناس کس دلیل سے پہچانا جاتا ہے۔
 جواب۔ مرد حق شناس وہی ہے جو کسی کو تکلیف دینا جائز نہ رکھے بیت۔ حافظ
 شیرازی۔ مباش در پے آزار ہر چہ خواہی کن ہ کہ در طریقت یا غیر از گناہ نیست
 ترجمہ۔ مت رہو در پے آزار کسی کے۔ اس کے سوا جو تیرا دل چاہے کہ ہماری
 طریقت میں اس کے سوا کوئی گناہ نہیں ہے سوال۔ صفت کم آزاری کیونکر
 حاصل ہوتی ہے جواب۔ اپنے آپ کو سب مخلوقات سے کمتر اور بدتر اور
 زیادہ عاجز جاننے سے ایسا کہ تو خود راگماں بردہ پرخرد ہ انا ہے کہ پرشد
 دگر چوں پرو ہ ز دعویٰ پری زان ہتی میروی ہ ہتی آئی تا پر معافی شوی ہ
 ترجمہ۔ تو اپنے کو بہت عقلمند سمجھتا ہے جو برتن کہ بھر گیا۔ دوبارہ کیونکر بھرے
 تو صرف دعوے سے بھرا ہوا ہے اس لئے خالی جاتا ہے تو خالی ہو کر آ۔

نا پڑ معافی ہووے تو۔ سوال۔ فائدہ حاصل کرنے کی صفت کیونکر آتی ہے جواب
 صحبت علماء و علماء کی برکت سے صحبت علماء مثال کیا ہے۔ ازاں میں اعمال تو گرد و طلا
 ترجمہ۔ عالموں کی صحبت مثل کیا کے ہے۔ اس سے تیرے اعمال کا تباہ ہونا
 ہو جائیگا۔ سوال۔ فقیری میں کیا اختیار کرنا چاہیے۔ جواب۔ رضا مندی حق سبحانہ
 تعالیٰ کی بیعت۔ در رضا مندی حضرت حق باش و دست و پا مرن بنی شود و قلاب
 محکم تر چو ماہی می طید بن ترجمہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کی رضا مندی میں رہ۔ اور ہاتھ
 پاؤں مت مار یعنی بقیار مت ہو۔ ہوتا ہے مضبوط زیادہ قلابہ یعنی گنڈھی آہنی۔
 جبکہ چھلی تڑپتی ہے۔ سوال۔ دل حق تعالیٰ کی عبادت کی طرف کس طرح مائل ہوتا
 ہے جواب۔ موت کو یاد رکھنے سے غفلت زاحیاط نفس یک نفس
 مباحث بن شاید ہماں نفس نفس واپس ہو۔ ترجمہ۔ احتیاط کرنے میں سانس کے یاد
 خدا سے یک لحظہ غافل مت رہ۔ شاید کہ وہی سانس تیری آخری سانس ہو جائے۔
 یعنی موت کی ہو۔ سوال۔ دل کی تاریکی کس چیز سے پیدا ہوتی ہے۔ جواب۔ دنیا
 کی محبت سے بیعت۔ حب دنیا راں ہر عصیان ہو بن ترک دنیا صیقل ایمان ہو
 ترجمہ۔ دنیا کی محبت سردار ہر گناہ کی ہے۔ دنیا کو ترک کرنا صیقل ایمان ہے۔
 سوال۔ دل کی روشنی کس طرح حاصل ہوتی ہے۔ جواب۔ خدا کے ذکر کرنے
 سے بیعت۔ بذکرش ہر چینی و خروش است بن دے داند و راں معنی کہ گوش است
 ترجمہ۔ اس ذکر میں جس کو دیکھے تو شور میں ہے لیکن وہی جانتا ہے اس بات کو
 جسکو کہ کان ہے۔ سوال۔ دنیا میں کس طرح رہنا چاہیے۔ جواب۔ مثل اس مسافر
 کے رہنا چاہیے جو کسی سرے میں منزل کھٹے ہے۔ اور جب رات گزرے صبح

کو کوچ کرے۔ بیت۔ جہاں عیسیٰ مثل سرائے دو دروازے ہیں سو بیا و زائ سو گزرتا
 ترجمہ۔ جہاں کیا ہے مثل سرائے دو دروازے یعنی دو دروازے کی سرائے
 ہے۔ ایک دروازہ سے آئے۔ دوسرے دروازہ سے چلا جائے۔ سوال
 مرد کو جان سے زیادہ کون سی چیز عزیز تر ہے۔ جواب۔ دین دار کو دین۔ اور بیدین
 کو دین بیت بدیں اے فرومایہ دنیا مخرب جو بے خبر با بھیل عیسیٰ مخرب ترجمہ۔
 دین کے بدلے میں اے کمینہ دنیا کو موت خرید کر عیسیٰ کی بھیل سے گدے
 کی جوست خرید۔ سوال۔ بھلائی اور بُرائی پر انسان کے کیونکر خبردار ہو سکتے
 ہیں۔ جواب۔ خصلت سے۔ ملاقات سے قطعہ سعدی۔ تو ان شناخت
 بیک لفظہ از شمائل مرد یہ کہ تا کجاش رسید است پانگاہِ علوم نہ دے نہ باطنش
 ائینِ مباحث و غرہ مشو نہ کہ جستِ نفس نگر و دبا لہا معلوم نہ ترجمہ۔ ایک لفظہ
 میں پہچان سکتے ہیں خصلتوں کو مرد کی یہ کہ کہاں تک پہنچا ہے۔ اس کے علوم کا
 معقود و منصیب۔ اور لیکن باطن سے اس کے بفکرست رہو۔ اور نازمت کر
 کیونکہ نفس کی بُرائی برسوں میں نہیں معلوم ہوتی۔ سوال۔ کون سی بات ہے۔ جو
 سچی معلوم ہو۔ اور جھوٹ نکلے۔ جواب۔ جوانی کا زور بڑھائے میں۔ تو نگرسی کا
 حال فقیری میں بیت۔ مرد چوں پیر شود حرصِ جواں میگرد و باز چو از دست
 رود خطرہ جاں میگرد۔ ترجمہ۔ آدمی جب بوڑھا ہوتا ہے۔ حرصِ جوان ہوتی ہے
 ز رجب ہاتھ نکل گیا۔ جان کا خطرہ ہوتا ہے۔ سوال۔ دوست کیونکر پہچانا جاتا
 ہے۔ جواب۔ حاجت اور مشکل کے وقت۔ دوست اور غیر دوست کو پہچان سکتے
 ہیں قطعہ سعدی۔ دوست شمار آنکہ در نعمت زندہ بلاف یاری و برادر خواندگی

دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست بہ در پریشان حالی و در ماندگی بہ
ترجمہ - دوست مت گن اس کو جو نعمت کے وقت مارے شیخی بہ دوستی اور
بھائی پنہ کی - دوست وہ ہے جو پکڑے ہاتھ دوست کا - حالت پریشانی
اور عاجزی میں سوال - فرزند ناخلف یعنی نالایق کس طرح ہوتا ہے - جواب -
مانند اگشت ششم - اگر کائیں در و کرتی ہے - اگر کہیں تو عیب ہے - بیست
ناخلف فرزند را اگشت ششم گفتہ اند بہ گردار و عیب باشد و بر بردار و ہاست
سوال - بقیم بہتر یا مسافر جواب - مسافر آپ رواں کا حکم رکھتا ہے - اور بقیم حکم
ٹھیرے ہوئے پانی کا بیست - مسافر جو آپ رواں صاف تر بہ قیم است
چو آب بستہ نثر بہ سوال - گناہوں کی دو اکہا ہے جواب - توبہ کرمانہ توبہ النصوح
کے بیست - توبہ آید جو صابون گناہ بہ صافی دل از خدا پیوستہ خواہ بہ ترجمہ
توبہ آئے مانند صابون گناہ کے - صاف رہنا دل کا ہمیشہ خدا سے مانگ -
سوال - صاحب دولت کو کون سا عمل بہتر ہے جواب - محتاجوں کو روٹی
دنیا - اور مہمانوں کی تواضع کرنے میں مشغول رہنا بیست - غریب آشنا باش و صلح
دوست بہ کہ سیاح جلاب نام نکوست بہ ترجمہ - غریب کا آشنارہ - اور مسافر
کا دوست ہو - کیونکہ مسافر نیکی کے نام کو لیجانے والا ہے سوال - کون سا شخص
ہے جہاں جاوے - دوست رکھتے ہیں جواب - صاحب ادب - بیست
چند روزیکہ دریں خانہ تین مہمانی بہ با ادب باش کہ خاصیت مہمانی ادب است
ترجمہ - تھوڑے روز اس خانہ تین مہمان ہے تو - یا ادب رہو - کیونکہ مہمان
کی خاصیت ادب کے ساتھ رہنا ہے سوال - خواب بہتر یا بیداری - جواب -

ظالم کا سونا بہتر ہے۔ عامل کو بیداری قطعہ سعادی۔ ظالمی راختہ ویدم نیرو
گفتم این فتنہ است خوابش برود بہ بہ آنکہ خوابش بہتر از بیداری است بہ آنچنان
بہ زندگانی مردہ بہ۔ ترجمہ۔ ایک ظالم کو دوپیر کو میں نے سویا ہوا دیکھا۔ کہا میں
نے یہ فتنہ ہے۔ اس کا سوچنا اچھا ہے۔ ایسی بڑی زندگی والے آدمی کا مرنا
بہتر ہے۔ سوال۔ تمام اواروستے کون سے درد کو یاد کرے۔ جواب۔ ہر دم خدا
کو یاد کرے۔ اور موت کا خیال کرے۔ بیت۔ ہر آن کو غافل از حق یکرمان آید
در آن دم کافر است اما نہاں است ترجمہ۔ جو شخص خدا کی یاد سے ایک لمحہ
غافل ہے۔ اسی وقت کافر ہے لیکن پوشیدہ ہے۔ سوال۔ رزق کیسے
جواب۔ جو کچھ تجھے ملے۔ بیت۔ گرزیں را با آسمان دوزی بہ نشو و جو زیادہ از روز
ترجمہ۔ اگر زمین کو آسمان سے ملا دے تو نہ جو برابر زیادہ روزی سے بہ
سوال۔ وہ کون سا شخص ہے۔ اگر سوعیب رکھتا ہے ماس کا عیب نہیں ہے
جواب۔ مروی اور کریم بیت۔ سخاوت میں عیب رکھنا سست بہ سخاوت ہمہ
درد ہارا و است بہ ترجمہ۔ سخاوت عیب کے تانے کے لئے کیا ہے۔ سخاوت
تمام دردوں کی دوا ہے۔ سوال۔ کتنی چیزیں ہیں جو غم کو دور کریں۔ جواب۔ جو شخص
ایک رفیق موافق۔ دو سر صورت و کیفا خالص دوست کی۔ فرد۔ رفیق خوب
کیا است چوں اکیس در عالم بہ بیت۔ ہر کہ انت کیا اگر میتوان گفتن بہ ترجمہ۔ اچھا
رفیق کیا ہے۔ مانند اکیس کے۔ عالم میں جس شخص کو ایسا دوست ملے۔ اسے
کیا اگر کہہ سکتے ہیں۔ سوال۔ مرد با قتل کون ہے۔ جواب۔ وہ شخص جو دنیا کی
مخالفت سے آزرده دل اور موافقت سے خرم نہ ہو۔ فرد۔ زربخ و راحت

گیتی میں نجا دل مشو خرم نہ کہ آئین جہاں گلے چنیں گلے چنیں باشد۔ ترجمہ
سبج و راحت سے دنیا کے دل کو مت آزد وہ کرا اور خوش مت ہو کہ روش جہاں
کی کہی کیسی ہے اور یہی کیسی ہے۔ سوال۔ عالی ہمت کون ہے۔ جواب۔ وہ
شخص آخرت کی نعمت کو دنیا کی نعمت پر قبول کرے یعنی سبقت کرے بیت
دے کہ جو بہشتی رود دنیا کرو۔ کی التفات کند بر بتان ینمائی ترجمہ جس دل نے
کہ جو بہشتی کو لوٹ لیا یکب توجہ کرتا ہے ینمائی بتوں پر۔ سوال۔ کون سامری
ہے جو ہر خیر طیب حاذق ہو لیکن اس کے علاج سے قاصر ہو۔ جواب۔
مرض حماقت اور یوقوفی کا۔ بلیت خوئے بد و طبیعتی کہشت نہ نہ رود جز
بوقت مرگ از دست نہ ترجمہ۔ ثری خصلت جس کی طبیعت میں بہشتی ہے نہیں جاتی
ہے۔ مرنے تک ہاتھ سے۔ سوال۔ در میان عورت اور مرد کے کیا فرق ہے
جواب۔ جو فرق آسمان سے زمین تک ہے یعنی جب تک آسمان سے پانی نہ
برے۔ زمین پر روئیدگی نہیں آگتی ہے۔ بیت۔ تخم از زمین خوب برگ و ثمر رسد
ضائع مکن بشورہ زمین تخم خویش را نہ ترجمہ۔ ابھی زمین تخم کو برگ و ثمر تک پہنچاتی
ہے۔ کہاری زمین میں ضائع مت کر اپنے بچ کو۔ سوال۔ کون سا عمل بکرا مایہ ہے
جو برائی سے اہل دنیا کی امن لے۔ جواب۔ دوستوں کے ساتھ مہربانی اور شفقت
دشمنوں کے ساتھ مدارات اور سخاوت۔ منبر و حافظہ آسائش دہیتی تفسیر اس
دو حرف است نہ باد و ستاں تلطف باد و ستاں مدارا نہ ترجمہ۔ آرام و جہان کا
بیان اس دو حرف کا ہے۔ دوستوں کے ساتھ مہربانی۔ اور دشمنوں کے ساتھ
مدارات یعنی صلح اور تواضع۔ سوال۔ وہ کون سی چیزیں ہیں جو بہتر زندگی سے

اور بدتر موت ہے ہیں جواب بہتر زندگی سے نیک نامی ہے ۔ اور بدتر موت
 سے بخلی اور بدنامی ہے ۔ شرف ذات وجود است و کرامت بسجود ۔ ہر کہ میں خود
 ندارد و عیش بہ زوجہ و ترجمہ ۔ انسان کی شرافت سخاوت سے ہے ۔ اور بزرگی
 سجدہ سے یعنی نماز پڑھنے سے ۔ جو شخص کہ یہ ہر دو نہیں رکھتا ہے ۔ مرنے کا بہتر
 سے زندگی سے سوال ۔ تمام کاموں میں کون سا کام بہتر ہے جواب خوشنودی
 حق سبحانہ تعالیٰ کی ۔ فرد فکر عقیقی ہمیں کس دانا بہ عاقبت کار با خدا و خداست بہ
 ترجمہ ۔ عاقبت کی فکر کرتا ہے عقلمند ۔ آخر کار معاملہ اللہ کے ساتھ ہے سوال
 جسم کی صحت کون سے عمل میں ہے جواب صبح بھوک کے وقت کھانا کھانا ۔ اور
 تھوڑی بھوک باقی ہو ۔ ہاتھ کھانے سے روکنا ۔ قطعہ سعدی ۔ با آنکہ در وجود طعام
 است خط نفس بہ رنج آورده طعام کہ بیش از قدر بود بہ گر گل شکری بہ تکلف زیاں
 کند بہ ورنہ خشک دیر خوری گل شکری بود بہ ترجمہ ۔ باوجودیکہ جسم کے لئے
 کھانا ہے نفس کا خط ۔ بیماری لاوے کھانا جو زیادہ اندازہ سے ہووے ۔ اگر گلشکر
 تکلف سے کھائے ۔ تو نقصان کرے ۔ اور سوکھی رونی دیر سے کھاوے ۔ تو گلشکر
 ہووے ۔ سوال ۔ دوست کون ہے جواب ۔ دوست وہ ہے جو لوگوں کے آگے
 تیرے عیب کو چھپا دے ۔ اور منہ کو ظاہر کرے ۔ اور پھر تیرے آگے اسکے خلاف
 ظاہر کرے ۔ بدیت ۔ ہر کہ عیب و گنہگار پیش تو آورد شمر دہ گناہ عیب تو پیش دیگران
 خواہد برد ۔ ترجمہ ۔ جو کوئی دوسروں کا عیب تیرے آگے لایا ۔ سمجھ لے ۔ گناہ تیرا
 عیب ہی دوسروں کے آگے لجا بیگا ۔ سوال ۔ انسان کون سے عمل سے دل کا پیارا
 ہوتا ہے جواب خندہ پیشانی اور سچا معاملہ کرنے سے قطعہ سعدی ۔ زینت رویش کرد پیش عین

مرو کہ عیش بر وزیر تلخ گردانی : بجاحتی کہ روی تازہ رو و خنداں رو خرد نہ بند و کار کشاؤ
 پیشانی : ترجمہ ۔ بد نصیبی سے آزر وہ ہو کر آگے دوست عزیز کے مت جا کہ عیش اسکا
 بھی تلخ کرے تو جس حاجت کے لئے جاوے تو تازہ رو ۔ اونٹنستا ہوا جا نہیں رکتا ہے
 کام کشاؤ و پیشانی واسے کا سوال ۔ دنیا کی نعمتوں میں سے کتنی چیزیں بہتر ہیں ۔ جواب
 چار چیزیں ہیں ۔ ایک دولت کسب حلال سے ۔ دوسری بوی نیک و صاحب جمال
 تیسرے فرزند صالح و نیک خصلت ۔ چوتھے نیک نامی و اقبال سوال ۔ توبہ کرنا
 جوانی میں بہتر ہے یا ضعیفی میں ۔ جواب ۔ جوانی میں بہتر ہے کس لئے کہ بوڑھا
 آدمی کیا کرے جو توبہ نہ کرے **مقطعہ حسن** ۔ ہوئی برتن ہمہ سفید شدہ بزم سرت
 موئے یک سیاہ نماںد : انی حسن توبہ آں زماں کروی : کہ ترا طاقت گناہ نہ ماند :
 ترجمہ ۔ بال تمام تن پر سفید ہو گئے ۔ پیرے سر پر ایک بال کالا نہیں رہا ۔ اسے
 حسن تو نے توبہ اس وقت کی جب کہ تجھے طاقت گناہ کرنے کی نہ رہی ۔ جوانی
 میں توبہ کرنا بہت بہتر ہے ۔ در جوانی توبہ کر دین شیوہ پیمبری ست : وقت
 پیری گرگ ظالم می شود پر پیرگار : ترجمہ ۔ جوانی میں توبہ کرنا طریقہ پیمبری ہے ۔
 بڑھاپے کے وقت تو بھٹیا رہی پر پیرگار کرینوا لاہوتا ہے یعنی ایک درندہ میں بوجہ کمزوری
 بڑھاپے کے طاقت شکار یا پہاڑ کھانے کی نہیں رہتی ۔ تو لاچار صبر اختیار کرتا ہے
 مشکلم سے یہ نہ سمجھ لیں کہ بڑھاپے میں توبہ کرنا بے سود ہے ۔ بہائی جس وقت اللہ
 تبارک و تعالیٰ توبہ کی توفیق عنایت فرماوے غنیمت ہے ۔ وہ غفور الرحیم
 ہے ۔ اور فرماتا ہے ۔ **لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ** ترجمہ ۔ مت ناامید ہو
 اللہ کی رحمت سے ۔ توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے ۔ ہر وقت توبہ لازم ہے ۔

سوال - دوستی کے کتنے درجے ہیں یعنی کتنے حصے ہیں۔ جواب پہلا درجہ - اول
 وہ ہے جو کہ گھر میں دوست کے جاوے۔ اور دوست کو گھر میں لاوے۔ جسوقت
 یہ بات ہاتھ دیوے۔ ایک حصہ دوستی کا حاصل ہوا۔ دوسرا درجہ وہ جو گھر میں دوست
 کے کھانا کھاوے۔ اور دوست کو اپنے گھر میں لجا کر کھانا وغیرہ کھاوے جب
 یہ نوبت پہنچے سمجھ لو۔ آدھی دوستی حاصل ہوئی تیسرا درجہ وہ ہے کہ دوست کو
 کوئی چیز دیتا ہے۔ اور جب اس کو واپس دیتا ہے۔ تو دوست نہیں لیتا ہے۔ اب یہ
 نوبت پہنچے۔ تو جان لو تین حصہ دوستی حاصل ہوئی چوتھا درجہ وہ ہے کہ دوست
 اپنے راز سے دوست کو آگاہ کرے۔ اور خود وہ دوست اس دوست کے
 راز سے آگاہ ہو جاوے۔ اور آپس میں یکدلی اور یکجہتی پیدا ہو جائے۔ سمجھ لو۔
 وہ کامل دوست ہو گیا۔ سوال - دوست کتنے قسم کے ہوتے ہیں۔ جواب تین
 قسم کے۔ عیسوی۔ دلیا یاراں۔ سہ قسم انداز بدانی بن زبانی اندوختانی بن
 بنانی ماں بدہ از در بدکن بن تواضع کن بیاران زبانی بن دل یاران جانی راکت
 آر بن زہر ش جاں بدہ از ستوانی بن ترجمہ ماں دل دوست تین قسم کے ہیں۔ اگر
 جلائے تو زبانی میں۔ دوسرے نامی ہیں تیسرے جانی جو دوست نامی ہیں اسکو
 روٹی دے گھر سے خدمت کر۔ تواضع کر زبانی دوستوں کے ساتھ ملے دل
 یار جانی کو حاصل کر اس کے واسطے جان تک دیدے۔ اگر ہوسکے سوال۔
 بہانی بہتر ہے یا دوست جواب بہانی۔ اگر دوست ہووے۔ بدیت۔ ہزار
 خوش کہ بیگانہ از خدا باشد بنقدائے یک تن بیگانہ کاشنا باشد بن ترجمہ ہزار

قرابتِ خوفا سے بیگانہ ہووے۔ قربانِ اللہ تن بیگانہ کے جو آشنا ہووے۔
 مقصد یہ کہ جو دوست خدا آشنا ہے۔ وہ دوستی کے قابل ہے۔ سوال۔ دوست
 رزق کے لئے کون کون سی چیزیں مانع ہیں۔ جواب چھ چیزیں۔ وسعتِ معیشت میں؛
 اول کاہلی۔ دوسرے زہت عورتوں کے ساتھ تیسرے بیماری و اہمی۔ چوتھے
 وطن کی الفت۔ پانچویں تصویریت۔ چھٹے خوفِ سوال۔ کمالِ نیکبختی کی علامتیں
 کتنی ہیں۔ جواب۔ ذیل خصلتیں ہیں۔ اول خدا کے راستہ میں سچائی۔ دوسرے
 مخلوق کے ساتھ انصاف تیسرے اپنے نفس کے ساتھ تنہی صحبت علمائے
 باطن کی۔ پانچویں تعظیمِ بزرگوں کی چھٹے چوٹوں پر شفقت کرنا۔ ساتویں دوستوں کے
 ساتھ موافقت کرنا۔ آٹھویں دشمنوں کے ساتھ بردباری کرنا۔ نویں درویشوں
 کے بخشش کرنا۔ دسویں جاہلوں کو نصیحت کرنا۔ سوالِ محبت کس کو کہتے ہیں جواب
 محبت وہ یہ ہے جو نیکی سے زیادہ اور بڑائی سے کم نہ ہووے۔ بدلیت۔ زوہد
 دوست نر خد بہ ہیچ تقصیر ہے؛ اگر غرور و گویہ کہ دو ستم غلط است۔ ترجمہ۔
 دوست سے دوست نہیں آزر وہ ہوتا ہے کسی قصور سے۔ اور اگر آزر وہ ہووے
 اور کہے۔ دوست ہوں میں۔ غلط ہے۔ سوال۔ بندے کو اپنے خدا سے کس
 طرح سلوک کرنا چاہیے۔ جواب ہمیشہ اس کے حق کو نگاہ رکھنا چاہیے۔ آرام و راحت
 کے زمانہ میں اپنے کو اس کا آشنا بنانا چاہیے۔ تا سختی اور تنگی کے وقت دستگیری
 بندہ کی کرے۔ نہ وہ کہ آرام میں اس کو بھول جاویں۔ اور سختی میں اس کو یاد کریں۔
 بلکہ آرام اور سختی کے ہر دو زمانہ میں برابر اس کی عبادت میں مشغول رہیں۔ اور شکر
 اس کی نعمتوں کا بجالاویں۔ اور جو کچھ حاجت پر ہو اس سے اس کے نہ مانگے کس واسطے کہ

تمام عالم تیری دوستی و بہتری کی کوشش کرے۔ یا دشمنی و خرابی کے لئے کوشش کرے۔
 بغیر خواہش تقدیر الہی کے کوئی نفع و نقصان تجھ نہیں پہنچا سکتا۔ اہمیات سعدی۔
 گر گزشتہ رسد ز خلق مرنج پڑ از خدا داں خلاف دشمن و دوست نہ کہ دل ہر دو در
 تصرف اوست نہ اگر چہ تیرا ز کماں ہیں گذر و نہ از کمانہ اہل خرد نہ ترجمہ۔ اگر تجھے
 تکلیف پہونچے بخلق سے مت آرزو نہ ہو۔ کہ نہ راحت پہونچے خلق سے۔ اور نہ رنج۔
 خلاف ہونا۔ دشمن اور دوست کا۔ خدا سے جان کیونکہ دل ہر دو کا اسی کے قبضہ قدرت
 میں ہے۔ اگر چہ تیرا کمان سے گذرتا ہے۔ مگر عقلند کمان پکڑنے والے کو دیکھتا ہے۔
 سوال۔ کلام کرنا بہتر ہے یا خاموش رہنا۔ جواب۔ خاموشی ہر حال میں بہتر ہے۔ پہلے
 کہ بات کرنے میں ایک فائدہ ہے۔ اور خاموشی رہنے میں دس فائدے ہیں لیکن
 جوابات کہ بے یاد خدا کی جاوے۔ یہو و لعب ہے۔ اور خاموشی کہ فکر معرفت صفات
 الہی سے خالی ہووے۔ یہو ہے قطعہ سعدی۔ اگر چہ پیش خرد مند خاموشی ادب است
 بوقت مصلحت آں بہ کہ در سخن کوشی نہ و چیر تیرہ عقل است دم فرو بستن نہ بوقت
 گفتن و گفتن بوقت خاموشی۔ ترجمہ۔ اگر چہ عقلند کے آگے خاموشی ادب ہے۔
 مصلحت کے وقت وہ بہتر ہے۔ کہ بات کرنے میں کوشش کرے تو۔ دو چیز عقل
 کے لئے سیام ہیں چپ رہنا کہنے کے موقع پر اور کہنا۔ خاموش رہنے کے موقع پر۔
 سوال۔ دروشی بہتر ہے یا تو نگری۔ جواب۔ تو نگری بہتر ہے۔ اس وقت جبکہ صاحب
 مال مدد کرنے میں دروشوں کی کوشش کرے۔ اور شکر نعمت الہی بجالاوے۔
 اور مال کو اسکے مستحق لوگوں کو پہنچاوے۔ اور ہر کام میں خدا سے ڈرے۔ اور
 مغرور نہ ہووے۔ ہاں دروشی اس سے بدرجہا بہتر ہے۔ ترجمہ۔ اگر غنی زر و دین

سے جھٹکے۔ ہرگز نظرائے فائدہ پر نہ کرے تو۔ بزرگوں سے تٹنا ہے میں نے بہت۔
 فقیر کا صبر بہتر ہے غنی کی بخشش سے۔ فارسی۔ گر غنی زر بدامن افشاندہ تا نظر
 در ثواب اذنہ کنی : از بزرگان شنیدہ ام بسیار : صبر در ویش بہ زبیل غنی :
 سوال : فقیر کون ہے۔ جواب : وہ جو دنیا کے مال میں طمع نہ کرے : اور
 جب اس کو دیویں رو نہ کرے : اور جب لیو جمع نہ کرے۔ بدلت
 چیزیکہ بے سوال رسد داوہ خدا است : ہاں راتو ردن کہ فرستادہ خدا است :
 ترجمہ : جو چیز بغیر سوال کے پہنچے خدا کی دی ہوئی ہے۔ اس کو روست کر جو خدا کا
 بھیجا ہوا ہے۔ سوال : اسلام کیا ہے۔ جواب : اسلام لغت میں گردن جھکانا،
 اور اصطلاح میں فرماں برداری پروردگار کی کرنا۔ اور اطاعت کرنا۔ اور کنایہ اسکا
 ہر حال میں شہر شخص کو اپنے سے راضی اور خوشنود رکھنا۔ سوال : ایمان کیا ہے۔ جواب
 ایمان لغت میں روکنا اور بی فکر کرنا اپنے نفس کو قذاب سے۔ اور اصطلاح میں زبان سے
 اقرار کرنا۔ اور دل سے تصدیق کرنا۔ اور پروردگار کے رو برو اپنے کو تمام عیبوں سے
 سلامت رکھنا۔ اور منتظر اس کی غیبی امداد کا رہنا۔ اور کنایہ اس سے یہ ہے : تمام
 حال میں اپنے سے تمام لوگوں کو راضی اور خوش رکھنا۔ اور اس کے بہتر شہید
 ہیں کہ اصل ان سب کا کلمہ طیب ہے۔ اور انہیں اس سے خس و خاشاک راستہ
 سے دور کرتا ہے۔ سوال : صفت ایمان کتنے ہیں۔ جواب : چہہ ہیں : اول خدا
 کو وحدہ لاشریک جانتا۔ دوسرے اس کے فرشتوں کو برحق سمجھنا تیسرے
 اس کی کتابوں کو سچ جانتا۔ چوتھے تمام پیروں کو برحق جانتا۔ پانچویں دن
 قیامت کو یقین سے جانتا کہ مرنے کے بعد اٹھنا اور حساب دنیا ہو گا جیسے

نیکی اور بدی اس کی طرف سے ہے سمجھنا لیکن نیک کام کرنے سے بندے
 کے راضی ہوتا ہے۔ اور بدکاری سے اُس کے راضی نہیں ہوتا ہے۔ بدیت
 بیروں زگویر لاف کرامت چہ میزنی بایاں اگر بگور ہی آں کرامت است
 ترجمہ۔ قبر کے باہر کرامتوں کی کیا شہنی مارتا ہے۔ ایمان اگر قبریں لجاوے۔ تو
 کرامت ہے۔ سوال۔ یاد رکھنے کے قابل کتنی چیزیں ہیں جواب۔ چہار چیز۔
 اول موت کو۔ دوسرے احسان اس شخص کا جو اسکے ساتھ کیا ہے۔ تیسرے
 زمانہ کا چوتھے ناصحوں کی نصیحت کو۔ سوال۔ بمول جانا کتنی چیزوں کا بہتر ہے۔
 جواب۔ تین چیز۔ اول اپنی ہستی کو۔ دوسرے اپنے احسان کو جو کسی کو ساتھ
 کیا ہو۔ تیسرے برائی کو اس شخص کی جس نے اُسکے ساتھ کی ہے سوال۔ دنیا
 اور نہ دنیا۔ کہا نا اور نہ کہا نا۔ کیا چیز بہتر ہے جواب ربا عی از دادہ چہ بہتر
 است۔ گفتا کہ طعام بذا دادہ چہ بہتر است۔ گفتا دشنام بذا خوردہ چہ بہتر است
 گفتا کہ غضب بذا خوردہ چہ بہتر است۔ گفتا کہ حرام بذا ترجمہ۔ دینے سے کیا
 اچھا ہے۔ کہا کہ طعام نہیں دینا کیا بہتر ہے۔ کہا دشنام یعنی گالی دینا۔ کہا نا
 کیا اچھا ہے۔ کہا غضب یعنی غصہ کو نہیں کہنا نا کیا بہتر ہے۔ کہا حرام یعنی حرام
 نہ کہنا نا سوال۔ عبادت کون سی بات سے مقبول ہوتی ہے۔ جواب طہارت
 سے اور پاکیزگی ظاہری اور باطنی سے۔ بدیت۔ تابیاری طہارت ظاہر و
 باطن نیز حق کس طہر بذا جب ظاہری کو تو حاصل کرے گا۔ باطنی طہارت
 کو تیرے سے خدا ظاہر کرے گا۔ سوال۔ طہارت ظاہری کیا ہے۔ جواب
 بدن اور جامہ اچھے نماز کو نجاست غلیظہ اور خفیفہ اور زینتی و ملی سے پاک کرنا

بدیت۔ طہارت چو جوشن خود بود اسے جواں بہ نبرد سلاح عزایل آن بہ ترجمہ۔
 طہارت مانند جوشن کے ہے۔ اسے جوان نہیں کاٹتا ہے ہتھیار عزایل کا اس جوشن
 کو سوال۔ طہارت باطنی کلمے جواب۔ دل کو حرص اور حسد بخل و عداوت و
 کینہ و کبر و ریائے۔ اور غضب و غیبت و غیرہ سے پاک و صاف کرے۔ اور
 خدا کی محبت سے دل کو مہمور کرے۔ تار شونی باطنی کی آئینہ دل میں ظاہر ہووے۔
 رباعی خواہی کہ دل تو لٹو و آئینہ بہ دہ پیر و دل کن درون سینہ بہ بغض و حسد و
 حرص و ریائے غیبت بہ بخل و عقد و کبر و دغا و کینہ بہ ترجمہ۔ چاہتا ہے تو کہ دل تیرا ہو و
 آئینہ۔ دس چیزوں کو باہر کر سینہ کے اندر سے بغض اور حسد اور حرص اور ریاء اور
 غیبت۔ بخل و عداوت اور کبر و غضب و کینہ سوال۔ انسان کی طبیعت کتنی قسم پر
 ہے جواب۔ اوپر تین قسم کے۔ اول عاقل۔ دوسرا نیم عاقل۔ تیسرا جاہل سوال۔
 عاقل کون ہے جواب۔ عاقل وہ ہے کہ کوئی کام کرنے سے پہلے اس کے
 انجام کو سوچے۔ اور جوابات کرے سمجھ کے کرے جو بعد کو نہ پچھتاوے۔ بدیت
 اول اندیش آنکھی گفتار بہ پایہ پیش آمد است پس دیوار بہ ترجمہ۔ پہلے سوچ لے
 بعد کلام کرنا پہلے بنیاد رکھتے ہیں۔ بعد کو دیوار اٹھاتے ہیں سوال۔ نیم عاقل کون
 ہے جواب۔ کسی کام کے وقت ہلک خطرہ میں گر جاوے۔ تو اپنے کو پیچھے نہ
 نہ ہٹاوے۔ اور تدابیر لائقہ سے اس سے نجات نہ پاوے۔ اور ہرگز پریشان
 اور پر اگندہ نہ ہووے۔ بدیت ششکے نیست کہ آسان نشود بہ مرد با یکہ ہر سال
 نشود بہ ترجمہ۔ ایسی کوئی شکل نہیں ہے جو آسان نہ ہووے۔ آدمی کو چاہیے
 کہ گھبرائے نہیں سوال۔ جاہل کون ہے جواب۔ جاہل وہ ہے۔ بجز دیکھنے

کسی خطبے کے اپنے کو گم کرے۔ اور پرگندہ و پریشان ہو کر نجات کی تدبیر سے رہ
 جاوے۔ ^{پریشانی و رسوائی} میں گرفتار ہووے۔ بدیت۔ آنچاوانا کند۔ کند ناواں نہ
 لیک بعد از قبول رسوائی نہ ترجمہ جو کچھ عقلمند کرتا ہے۔ وہی ناوان ہی کرتا ہے
 لیکن بعد اٹھانے پریشانی و رسوائی کے۔ سوال۔ نشانات عاقل کے کیا ہیں
 جواب۔ چار چیز علامت عقلمندی کی ہیں۔ اول اپنے دشمنوں کو دوست بناوے
 بدیت۔ دوستی را ہزار شخص کم است نہ دشمنی را کیے ہو و بسیار ترجمہ۔ دوستی
 کے لئے ہزار شخص کم ہیں۔ دشمنی کے لئے ایک شخص بہت ہے۔ دوسرے جاہلوں کے
 شر سے ہمیشہ بچتا رہے یعنی ڈرتا رہے۔ بدیت زجاہل گر نرندہ چوں تیر باشش
 نیامختہ چوں شکر شیر باشش نہ ترجمہ۔ جاہل سے بھاگنے والا مانند تیر کی ہو۔ مانند
 شیر و شکر نہ ملا ہوا رہے۔ تیسرے۔ صاحب شوق و فحور کی پسند و نصیحت سے اصلاح
 کرے۔ شنوی۔ گرچہ دانی کہ نشوند بکوی نہ ترجمہ۔ دانی تو از نصیحت و پسند نہ زد
 بینی سفینہ ناواں را نہ بد و پا وقتادہ اندر بند نہ دست برد دست میزند کہ درین
 نشنیدم حدیث و اشمن نہ ترجمہ۔ اگرچہ جانتا ہے تو کہ نہیں سنتے ہیں۔ مگر جو
 کچھ تو جانتا ہے۔ پسند و نصیحت سے کہتا رہے۔ جلد و کیا گیا تو۔ ناوان کہینہ کو اٹھا لگا
 ہوا قید خانہ میں۔ ہاتھ اوپر ہاتھ کے مارا ہے۔ کہ افسوس نہیں سنائیں نے عقلمند
 کی بات کو چوتھے۔ قصائے الہی پر راضی رہے۔ اور دل تنگ نہ ہووے بدیت
 چوروی نگر و خدنگ قضا بہ سپر نیست مرندہ را خبر نہا نہ جبکہ رہ نہیں ہوتا ہے
 قضا کا تیر سپر نہیں ہے خاص بندہ کو سوا سب کے رہنا کے۔ سوال۔ کون سی چیز انسان
 سے نزدیک زیادہ ہے۔ جواب۔ موت۔ کہ انسان ہر چند اس سے دور زیادہ

بھاگتا ہے۔ نزدیک زیادہ ہوتی ہے۔ بلیت۔ ہوئے سپید از اہل آرد پیام پست
 خم از مرگ برساند سلام پست ^{و گھم} سفید بال موت کا پیام لاوے۔ کو بڑی پیٹ موت کا
 سلام پہنچاتی ہے سوال۔ کون سی چیز انسان سے زیادہ دور ہے۔ جواب
 حصول مراد۔ کہ ہر خند آدمی حاصل کرنے میں اس کے نزدیک زیادہ جاتا ہے لیکن
 مقصد اس کا بسبب نسبت تقدیر کے اسی طرح اور زیادہ دکھلائی دیتا ہے فرق
 قفل تقدیر بہ تدبیر کے وانگندہ ورنہ ورنہ فلک اہل خرد بسیار اند بہ ترجمہ تقدیر
 کے قفل کو تدبیر سے کوئی نہیں کہہ سکتا ہے۔ ورنہ آسمان کے نیچے اہل خرد بہت ہیں۔
 سوال۔ انسان کا وجود کس چیز سے ہے۔ جواب باعتبار اصل کے مٹی سے
 ہے۔ اور خوراک و پوشاک بھی اس کی اسی سے ہے۔ آخر کار اس کا مٹی سے ہے۔
 اے برادر جو عاقبت خاک است بہ خاک شو پیش از آنکہ خاک شوی بہ ترجمہ۔
 اے بہائی جبکہ آخر ^{کار} خاک ہے۔ خاک ہو پہلے اس سے جو خاک ہووے تو بہ سوال
 گل یعنی مٹی کیا چیز ہے۔ جواب۔ اس کے عناصر اربعہ سے یعنی چار عنصر سے۔ مثل۔
 خاک۔ پانی۔ ہوا اور آگ۔ اور اصل خلقت عناصر کی آسمانوں سے ہے۔ اور وجود
 آسمانوں کا فطرت اول عقل سے ہے۔ اس کو عقل احمدی اور قلم۔ اور اتم الکتاب
 اور معلول اول ہی کہتے ہیں۔ اور یہ بمنزلہ دانہ کے ہے۔ اور ایسے علوی یعنی آسمان
 اور اقبات سفلی یعنی زمین مانند شجر کے۔ اور ہوا لب ثلاثہ یعنی جہادات نباتات
 اور حیوانات مانند برگ یعنی سب سے اور شاخوں سے یعنی کلیاں اور پھول سے ہیں۔ اور
 انسان مانند ثمرہ۔ اس درخت کے۔ ایسا ہے۔ تو اتنا کہ در یک طرفۃ العین
 زکات و لون پاد و آرد و زمین بہ چوقا و منہ تقدیر و مہ قلم از و نہ ہزاران تقدیر و مہ قلم از و نہ ہزاران

ازاں دم گشت پیدا جملہ عالم بہ وزاں دم شد ہویدا جان آدم بہ چو خود را دید یک شخص معین
 تفکر کرد تا خود مستمّن بہ ترجمہ قدرت والے نے۔ یک پلک مارنے میں۔ کاش
 ونون سے یعنی نقطہ کن سے دو جہان کو پیدا کیا جب اسی کے قدرت کے کاف
 نے دم قلم پر مارا۔ ہزاروں نقش عدم کے تختی پر ظاہر ہوئے۔ اسی دم پیدا ہو گئے تمام
 جہان۔ اسی وقت ظاہر ہوئی جان آدم بہ جب اپنی کو دیکھے۔ یک شخص معین۔ فکر کرنے
 لگے۔ میں کون ہوں۔ کیا ہوں۔ سوال۔ کس لئے انسان کو نور الہی نہیں کہتے ہیں۔
 جواب۔ باعتبار فرق مراتب کے۔ اگرچہ یک نور ہے لیکن نام سے خالی کے
 مشہور ہوا۔ بلایت۔ ہر مرتبہ از وجود حکمے وارد بہ گرفتہ مراتب نکتی زندیقی بہ ترجمہ۔ وجود
 کی وجہ سے ہر مرتبہ ایک حکم رکھتا ہے۔ اگر مراتب کو نگاہ نہ رکھے گا۔ تو زندگی (کافر) ہوگا
 سوال۔ انسان خالی کیا ہے۔ اپنے آپ کو تو رہنا سکتا ہے جواب۔ ہاں۔ قوت
 عبادت و ریاضت عروج کے پرے گر جاویں گے یعنی دور ہو جاویں گے۔ اور
 قوت ملکی اس کے روحانی قوائے میں پیدا ہو جائے گی۔ اور اپنی اصل کی طرف
 رجوع ہوگا۔ اور خاک کی کثافت کی تائیدی۔ نور ایمان کی روشنی سے منور ہو جائیگی
 تا صفات حیوانی کو انسانی سے۔ اور انسانی کو ملکی سے بدل کر کرمانند جناب کے
 جو دریائے وحدت سے کنار کثرت میں جدا پڑا ہے۔ اپنے کو اس میں فنا کرے۔
 البتہ وہی اصل دریا اتصال باطنی کا قبول کرے۔ تو نور علی نور ہو جائے گا۔ رباعی۔
 تا چند کہ باہر زہ گردم گردی بہ تاروشن و پرفضا چو انجم گردی بہ پیرے ز تو گم نیست
 کرامی طلبی بہ در نہار تجو دکوش کہ خود گم گردی بہ ترجمہ۔ کب تک بیودگی میں آدمیوں
 کے گرد پیرے تو بہ تاروشن و پرفضا مانند ستاروں کے ہووے تو نہ کوئی پیر تجھ سے

گم نہیں ہے کس کو طلب کرتا ہے تو بہ ضرور اپنے اندر کشش کرنا یہاں تک کہ خود گم
ہو وے تو یہ سوال۔ مقام اتصال کا کب حاصل ہوتا ہے۔ جواب۔ اپنی ذات کو فنا
کرنے سے جس وقت وہ گم ہوا وہی باقی رہا۔ اولیں۔ بلیت۔ تو در او گم شو وصال
این است پس تو باش اصل اکمال این است پس بہ ترجمہ۔ تو اس میں گم ہو یعنی ذات
حق میں وصال یہ ہے اور پس بہ تو مت رہ ہرگز کمال یہ ہے اور پس۔ سوال۔ مومن
کس کو کہتے ہیں۔ جواب۔ وہ جو ہمیشہ خدا سے راضی رہے۔ اور اس کو اپنے سے راضی
رکھے۔ یعنی خدا اس سے راضی رہے۔ بلیت۔ غمی گویم کہ از دنیا جدا باش بہ ہر کارے
کہ باشی با خدا باش بہ ترجمہ نہیں کہتا ہوں میں دنیا سے جدا رہ جس کام میں رہے تو خدا
کے ساتھ رہ۔ سوال۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کون سی چیز میں ہے۔ جواب۔ معرفت
میں ذات کی۔ اور ہمہ تن طرف اس کی متوجہ رہنا۔ بلیت۔ دمدم دم راضیت
داں دمدم شو دم بہ واقعہ دم باش دم را دمدم بجا دم بہ ترجمہ۔ دمدم سانس
جو تیری آتی جاتی ہے۔ غنیمت جان اور دمدم رہ۔ سانس کے ساتھ۔ ہر آن خبردار
دم سے رہ۔ اور سانس کو دمدم بجا یعنی بے یاد خدا کے مت جانے دے۔
ہر وقت مشغول پاس انفاس کرتے رہ۔ سوال۔ روح کو جسم کے ساتھ کیا مناسبت
ہے۔ جواب۔ اس طرح جیسا کہ سوار کو گھوڑے کے ساتھ۔ اور گھوڑے کو
سوار کے ساتھ۔ بلیت۔ ہمیں میروت عیسیٰ از لاغری بہ تو در بند آئی کہ نہ
پروردی بہ ترجمہ۔ یونہی مر رہا ہے۔ تیرا عیسیٰ لاغری سے۔ تو فکر میں اسی
کی ہے کہ گدھے کو پرورش کرے بہ یعنی تیری جان مثل عیسیٰ کے ہے۔ اور
تو تیرا مانند گدھے کے ہے۔ تیری جان بے یاد خدا لاغر ہو رہی ہے۔ اور

تن کو جو مثل گدے کے ہے۔ اس کو پرورش کر رہا ہے۔ سوال بہترین صفات
انسانی کیا ہیں جواب۔ فشرو سخاوت عبادت شجاعت عدالت
انسان بود بہترین صفتہا بہ ترجمہ۔ سخاوت عبادت شجاعت عدالت۔

انسان کے لئے یہ بہترین صفات ہیں۔ سوال۔ بدترین صفات انسان
کے کیا ہیں۔ جواب۔ فشرو بخل و کین است ظلم و غفلت و اں بہ بدترین
صفات و انسان بہ ترجمہ بخیلی اور کینہ اور ظلم کرنا اور غفلت خدا کی یاد اور
خدا کے احکام وغیرہ سے۔ یہ بدترین صفات انسان کے ہیں۔ سوال۔ صفت
حکما یعنی دانایوں کی کتنی ہیں۔ جواب۔ بیش ہیں۔ اول وہ کہ قناعت کو
اختیار کرو۔ اور ہوا و ہوس کو چھوڑ دو۔ کیونکہ سلامتی قناعت میں ہے۔ دوسرے
نعمت کے زیادہ ہونے پر شکر ادا کرو۔ اور تنگی کے وقت صبر اختیار کرو۔
کہ شکرنا سبب زیادہ کرنے والا نعمتوں کا ہے۔ اور صبر کرنا کشائش کاموں
کا ہے۔ تیسرے محبتوں کے وقت اپنے دلوں کو مضبوط رکھو۔ چوتھے۔ ہر کام
کو چھوٹا اور حقیر مت جانو۔ کہ کمال اس کا بزرگی کی قابلیت رکھتا ہے۔ پانچویں
یا خلاص دوستوں کی تربیت ہے۔ غافل مت رہو۔ چھٹے۔ دوستوں کو اتنی
توت مت دو۔ جو اگر دشمن ہو جاویں۔ تو تم پر غالب ہو سکیں۔ اور وقت واحد
میں ان کے ساتھ اتنی محبت مت کرو جو اگر ہمیشہ اس قسم کی محبت نہ کریں۔
تو دشمن ہو جاویں۔ ساتواں۔ بات بے ضرورت زبان پر مت لاؤ۔ آٹھویں
مزاج ہر چند کہ تند رست اور قوی ہو وے۔ مگر تم اپنی زندگی کا بہرہ
مت کرو۔ نویں۔ مرض، ہر چند کہ مہلک ہو وے۔ نا امید ہو کر علاج اور تدبیر

سے ہاتھ مت اٹاؤ۔ دسویں۔ دنیا کو سخت بلا سمجھ کر اس کو دل مت لگاؤ ابیسا
 اگر دنیا بنا شدہ و دندیم نہ وگر با شد بہر ش پائے بندیم نہ بلائے زیر جہاں
 آشوب ترشیت نہ کہ رنج خاطر است ارسیت و رشیت نہ ترجمہ۔ اگر دنیا نہ ہو۔
 تو ہم درد مند ہیں۔ اور اگر ہووے۔ تو اس کی محبت میں گرفتار ہیں کوئی اس سے
 جہان میں زیادہ سخت تر نہیں۔ اگر ہو۔ تو دل کو تکلیف ہے۔ اور اگر نہ ہو تو ہی دل
 کو تکلیف ہے۔ سوال۔ دوستی کی علامتیں کتنی ہیں جواب۔ چار۔ اول وہ۔ جو صحبت سے
 آزرہ نہ ہووے۔ دوسرے وہ۔ جو جدائی میں بھول نہ جاوے۔ تیسرے وہ
 جو رنج و راحت میں ساتھ دے چوتھے۔ حاضر و غائب میں ایک حالت پر رہے۔
 سوال۔ احمق کی علامت کیا ہے جواب۔ آٹھ ہیں۔ اول بے بلائے کسی کے
 دسترخوان پر بیٹھ جاوے۔ دوسرے۔ فرمان ہو کر صاحب خانہ پر حکم کرے تیسرے
 دشمنوں سے نیکی طلب کرے نیکی کی امید چھٹے۔ تالایقوں سے احسان کی امید رکھے۔
 پانچویں۔ دو آدمی آپس میں بات کرتے ہوں۔ تو اپنے کو ان کے درمیان میں
 شامل کرے۔ چھٹے۔ حاکموں اور بزرگوں کی منسی کرے۔ ساتویں۔ ایسی جگہ
 پر بیٹھے۔ جو وہ وہاں بیٹھنے کے لائق نہ ہو۔ آٹھویں۔ زیادہ بولنے والا ہو۔ اور
 بغیر رغبت کسی کے باتیں شروع کرے سوال۔ سلامتی ایمان کی کون سی
 چیزیں ہیں۔ جواب۔ دینداری اور تقویٰ و تحمل اور ریاضت۔ اور صبر اور
 شکر اور عبادت بلیت۔ با خدا گرت تراشی کعبہ ات سنگ آورد نہ بے خدا
 گر کعبہ سازی بت ز تو تنگ آورد نہ ترجمہ۔ خدا کی محبت کے ساتھ اگر بت بناو
 تو۔ کعبہ تجھے پتھر لا دینگا نہ بے محبت خدا کے اگر کعبہ بناوے تو۔ بت تیرے سے

شرم یعنی ننگ کریں گے۔ یہ بیت کسی عارف صاحب طریقت کی کہی ہوئی ہے۔
 مقصد اس شعر کا یہ ہے کہ خدا کی محبت میں گزرت بھی بنائے گا کعبہ تجھے پھر لاو گا۔
 یعنی وہ کام تیرا قبول ہو گا چونکہ نظر تیری خدا پر ہے۔ اگر بے محبت خدا کے ربا و
 نمود کے خیال سے کعبہ یعنی مسجد وغیرہ بنا دے تو وہ تیرے لئے بت ہے۔
 یعنی بت ہی تجھ سے شرم کریں گے۔ بھاگیں گے یعنی وہ نیکی قبول نہ ہوگی۔
 سوال۔ سلامتی مال کی کون سی چیزیں ہے۔ جواب۔ ادا کرنے سے حقوق
 قرابتداروں۔ اور حقدار اور محتاجوں کے۔ اور صفائی اپنی اور زینت مال
 بچوں کی کرنا۔ فسرو۔ زکوٰۃ مال بدرکون کہ فضلہ زر را بنو باغبان پدر و مشتر
 و پدر انگور و ترجمہ۔ مال کی زکوٰۃ نکال۔ کیونکہ انگور کے فضلہ کو یعنی پتوں وغیرہ
 کو جبکہ باغبان کاٹتا ہے۔ انگور زیادہ ہوتے ہیں۔ ایسے ہی زکوٰۃ دینے سے
 مال زیادہ ہوتا ہے۔ ترقی ہوتی ہے سوال۔ تن کی سلامتی کس چیز پر ہے۔
 جواب۔ اعتدال کی نگاہ رکھنے میں۔ درمیان سیری اور ہوک کے۔ اور خواب
 اور بیداری کے۔ اور حرکت و سکون کے فسرو۔ تقدیر ہر سکون راحت
 ہو وینگر تھاوت را بنو ویدین رفتن ایسا و نشتن جفتن و مردن یا ترجمہ۔ اندازہ
 ہر سکون کا راحت ہے۔ دیکھ فرق کے تئیں۔ دوڑنا۔ چلنا۔ کھڑا ہونا۔ بیٹھنا۔ سونا
 مرنا۔ غرض یہ کہ ہر کام اعتدال کے ساتھ اچھا ہوتا ہے سوال۔ کتنی چیزیں آدمی
 کو بدست کرتی ہیں جواب۔ چار۔ اول۔ شمن۔ دوسرے۔ فرضہ بتیسرے۔ فرزند
 نالایق چوتھے بیوی بدخلت اور ناموافق۔ سوال۔ کمینہ پن کی علامتیں کتنی ہیں۔
 جواب۔ چار۔ اول۔ اپنے سے جو دانا زیادہ ہے۔ اس کے ساتھ بحث و

مقابلہ کرنا۔ دوسرے نا تجربہ کار پر اعتبار کرنا۔ تیسرے عورتوں کے مکر سے بھکر
 رہنا چوتھے۔ لڑکوں کی صحبت رکھنا۔ سوال غفلت کی علامت کیلئے جواب
 آخرت کی نعمت کو اس جہان سے بہتر سمجھنا۔ اور پھر دین کو دنیا کے بدلے میں بھنا۔
 موت سے غافل ہو کر اپنی زندگی پر مغرور رہنا۔ چوتھے۔ اپنے یقین سے رزاق
 مطلق کو روزی پہنچانے والا سمجھنا۔ اور پھر ہر وہ اپنے کسب و قوت بازو کا
 کرنا قطعہ۔ فراموشی نہ کروایز و دراز حال : کہ بوی نطفہ مدفون و مدہوش :
 روانت داد عقل و طبع و ادراک : جمال و نطق و رای و فکر و ہوش : وہ نگشت
 مرکب کردہ برکت : دو بازویت مرتب کردہ بردوش : چہ می پنداری سائے
 ناچیز ہمت : کہ خوابہ کردنت روزی فراموش : ترجمہ نہیں فراموش کیا اللہ تعالیٰ
 نے تجھے۔ اس حال میں کہ تھا تو نطفہ مدفون اور مدہوش : جان تجھے دی۔ اور
 عقل اور طبیعت اور ادراک جن گویائی آئے اور ہوش۔ دس انگلیاں بنائیں
 ہستیلی پر۔ دو بازو تیرے مرتب کئے کاندھے پر۔ کیا گمان کرتا ہے تو اسے ناچیز
 ہمت۔ کہ بہول جائے گا تیرا پروردگار تجھے۔ روزی دینے میں سوال بہترین
 آراستگی مرد کے لئے کیا ہے۔ جواب۔ مرد کو چاہیے کہ صبح کو آئینہ میں نظر
 کرے۔ اگر صورت اپنی اچھی دیکھے۔ سیرت کو بھی نیک کرے۔ تاہر و نیک
 ہوویں یعنی صورت ہی نیک۔ سیرت ہی نیک۔ اور اگر اپنے کو بد صورت
 دیکھے۔ سیرت کو نیک کرے۔ تاکہ دو ہزائیاں اس میں ایک جگہ جمع نہ ہو جاویں
 بلیت۔ واہ چہ خوش است مصرعہ مرغوب : سیرت نیک بہ صورت خوب
 ترجمہ۔ واہ کیا اچھا مصرع پسندیدہ ہے۔ اچھی خصلت بہتر ہے خوب صورتی سے

سوال۔ اسراف کیا ہے جواب۔ بے جا و بے احتیاج خرچ کرنا۔ اسراف نہیں ہے۔ تا بغیر
 رضا مندی اللہ تعالیٰ کے حظ نفس اور اپنی ناموری کے خیال سے بے جا خرچ کرنا
 اسراف ہے۔ بلیت خوردن برائے زسین و ذکر کردن است: تو معتقد کہ
 زسین از بہر خوردن است ترجمہ۔ کہا نا واسطے زندگی اور ذکر کرنے کے
 ہے۔ تو نے اعتقاد کیا ہے کہ جینا واسطے کہانے کے ہے۔ سوال۔ غفلت کون
 سے عمل سے پیدا ہوتی ہے۔ جواب۔ خدا کی نافرمانی اور نفس کی اطاعت کرنے
 سے۔ بلیت۔ بقول دشمن بیان دوست شکستی بیبیں کہ باکہ بریدی و باکہ
 پیوستی: ترجمہ۔ دشمن کے کہنے پر دوست کے اقرار کو توڑا تو نے: دیکھ
 کہ کس کے ساتھ ملا تو: اور کس سے جدا ہوا تو سوال۔ نفس کس کو کہتے ہیں۔
 جواب۔ وہ جو خلاف حکم خدا تعالیٰ اور عقل و حکمت کے حکم کرے۔
 اور وہ ایک قوت ہے نفسانی۔ کہ متعلق ارواح انسانی سے ہے بلیت
 نفس اتارہ ترا دشمن بود: در رہ دین حقت راہ زن بود: ترجمہ۔ نفس اتار
 تیرا دشمن ہے۔ دین کے حق کے راستہ میں تیرا رہ زن ہے سوال۔ شیطان
 کس کو کہتے ہیں۔ جواب۔ وہ جو انسان کی رگوں میں مثل خون کے دوڑتا ہے
 اور برائی کے راستہ کی طرف کھینچتا ہے۔ اور اسکو خناس اور رین اور
 غازیل ہی کہتے ہیں۔ بلیت شیطان ہزار مرتبہ بہتر ہے نماز: کو سجد پیش آدم
 دین پیش حق نکر: ترجمہ۔ شیطان ہزار مرتبہ بہتر ہے نماز سے۔ کہ اس نے سجد
 آدم کے آگے نہیں کیا۔ اور یہ خدا کے آگے نہیں کیا۔ سوال۔ ان تمام علوم کی
 ابتداء کس سے ہے۔ جواب۔ آدم علیہ الصلوٰۃ سے ہے۔ کہ حضرت پروردگار

نے تمام علوم کو متعدد زبان اور مختلف الفاظ میں ان کو سکھایا۔ اور علم باطن
 میں اپنے اسرار سے اس قدر واقف کیا کہ اس سے فرشتوں کو کوئی حرف
 یا فہم نہیں تھا۔ اس لئے مسجود ملائکہ کر دیا یا۔ بلیت سالہا دل طلب جامِ جسم
 از ما میگرد و آنچه خود داشت زیگانه تمنا میگرد و ترجمہ۔ برسوں دل سے جام
 جمشید ہم سے طلب کرتا تھا۔ وہ جو خود رکھتا تھا بیگانہ سے آرزو کرتا تھا سوال
 در میان روح اور عقل کے کیا مناسبت ہے جواب۔ ایسی نسبت جیسی کہ
 در میان میں بادشاہ اور وزیر کے ہوتی ہے سوال۔ روح کی سلطنت اور
 وزارت عقل کی کس دلیل سے ثابت ہووے جواب۔ دلیل ہونے سے
 ارکان اس سلطنت کے۔ کس واسطے کہ بدن انسان کا ایک آباد ملک
 ہے۔ اور دل قلعہ۔ اور روح سلطان عادل۔ اور عقل وزیر باتدبیر۔ اور جو اس
 جسمہ باطنی مثل حس مشترکہ اور تخیلہ۔ حافظہ اور واہمہ۔ اور تصرفہ مصاحبان
 درگاہ کہیں۔ اور مقام ان کا دماغ میں ہے۔ اور جو اس جسمہ یعنی پانچ
 حواس ظاہری مثل سامعہ اور باصرہ۔ اور شامہ۔ اور ذائقہ۔ اور لامسہ۔
 بمنزلہ جاسوسان۔ اور عملداران حضور کے ہیں جو کچھ دیکھتے ہیں۔ اور سنتے
 ہیں۔ اور دریافت کرتے ہیں۔ بہت جلد اظہار اس کا حضور میں بادشاہ کے
 پہونچاتے ہیں۔ اور اعضاء و اعصاب مثل پہاڑ اور ضلعوں کے۔ اور گوشت مانند
 زمین ہموار کے۔ اور رگیں مانند نہروں کے خون مانند آبِ حیات کے اس
 میں جاری۔ اور روح نہایتی متعلق ان اشیاء کے ہے۔ اور زبان مترجم دربار
 سرکار کی ہے۔ اور قلب خزانہ دار اسرار پروردگار کا۔ اور خطرات شیطانی

مانند چوروں اور مفسدوں اور راہزنوں کے۔ واسطے ضائع کرنے نقد ایمان
 اور تاراج کرنے قافلہ نیٹوں حسات کے۔ قابو میں رہتے ہیں لیکن انتظام
 سے عقل و وراندیش کے۔ پوشیدہ رہتے ہیں۔ اور پاسبانی سے توفیق ازلی
 کے۔ اور نگہبانی سے خوف الہی کے غضب کئے گئے ہوتے ہیں۔ بلیت
 اگر تہذیب و لطافت خود قدم پیش نہ شود زوری مادیہ پیش نہ ترجمہ۔ اگر نہ
 رکھے ہربانی سے اپنی قدم آگے۔ ہووے۔ اس سے دوری ہماری و مہم
 زیادہ۔ سوال۔ تعداد اعضائی انسانی کتنے ہیں جواب۔ دو سو اڑتالیس امرہ تریب
 پانی ہے سوال۔ انسان کے بدن کی کتنی ہیں۔ جواب۔ تین سو ساٹھ گھریں
 شاخدار۔ بدن پر پٹی ہوتی ہیں۔ سوال۔ فائدہ اس سلطنت خلقت انسانی
 سے کتنے ہیں جواب۔ بہت ہیں۔ زمین اور آسمان اور چاند و سورج جو کچھ
 مخلوقات سے ہیں۔ واسطے خدمت انسان کے پیدا ہوئے ہیں۔ اور انسان
 واسطے ذات معرفت الہی۔ اور عبادت الہی پیدا ہوئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ
 نے اس کو زمین پر خلیفہ مطلق بنایا۔ اور برابران واسطے تیار کرنے خوراک اُسکے
 ستانی کرتا ہے۔ اور باد یعنی ہوا۔ مانند فراشوں کے جلو گاہ زمین میں اس کی
 خدمت گزاری کرتے ہیں۔ آگ اس کی باورچخانہ خاصہ کے لئے سرخ روئی
 حاصل کئے ہوئے ہے۔ اور ستارہ آسمان کے زنگارنگ جواہرات کے معدنوں
 کو۔ اور طرح طرح کے مفزات کو زمین میں دینے بناتے ہیں۔ اور تمام جانور بری او
 بحری جان و دل سے اس کی خدمات بجالاتے ہیں۔ یہاں تک کہ نباتات عجیب
 خاصیتوں کے ساتھ اور نادر کیفیات سے کوہ و بیابان میں اور زراعت و باغ

انتظار کام اس کے ایک پاؤں پر کھڑے ہیں اب انسان کو چاہیے کہ اپنے
 خالق کو پہچانے اس سلطنت پنج روزہ پر مغرور نہ ہووے تا نتیجہ حیات کا پاوے۔
 اور زندگی کی نعمتوں سے سرفراز اور ممتاز ہووے قطعہ سعدی۔ ابرو باد وہ
 و خورشید و فلک در کار اند تا تو نانی و بکفت آری و بغفلت بخوری بہمہ از بہر تو سرگشتہ
 و فرمانبردار۔ شرط انصاف نباشد کہ تو فرمانبری بہ ترجمہ۔ ابرو ہوا۔ اور چار
 و سورج در آسمان سب کام میں ہیں جب تور و ٹی ہاتھ میں لیوے بغفلت سے نہ کہا اور
 تمام تیرے لئے پریشان ہیں اور فرمانبردار شرط انصاف کی نہ ہووے جو
 تو حکم نہ مانے۔ سوال۔ موت کیا چیز ہے۔ جواب۔ موت۔ خداوند غروب
 کی ایک مخلوق ہے۔ اور جو سب جانہ تعالیٰ نے اس کو ہر ایک ذی روح پر قابض
 اور غالب فرمایا ہے۔ اور اس کو تابع ملک الموت حضرت غزرائیل علیہ السلام
 کے کیا ہے۔ اور آخرت میں اُسکو نیکرے کی صورت میں بخشش لایا جاوے گا۔
 اور ذبح کیا جاوے گا۔ اور فرشتہ دوزخ میں ندا کرے گا کہ جہنم میں ہمیشہ اس
 عذاب سے عذاب کئے جائے گے۔ اور موت نیچے گی۔ اور دوسرا فرشتہ بہشت
 میں ندا دی کرے گا کہ اے نیکو کاران تمکو خوشخبری ہو۔ داخل ہونے میں جنت
 کے۔ کہ ہمیشہ اس آسائش نعمت سے شاداں و فرعاں رہو گے۔ اس میں
 موت کو پھر نہ دیکھو گے۔ اس ندا سے اہل دوزخ کا عذاب سو ہزار چند زیادہ
 ہوگا۔ اور خوشی اور فرحت اہل جنت کی اسی طرح زیادہ ہوگی۔ بلیت گریزند
 فرزاں گاہ دست و پا نہ کہ در طب نذند داروئے موت بہ ترجمہ۔ واناؤں
 نے مرنا قبول کر لیا جبکہ طب کی کتابوں میں موت کی دوا نہ دیکھی سوال حیات

کیا ہے جواب۔ صفات الہی کے پر تو سے ایک پر تو ہے۔ کہ ابتدائی خلقت
 تمام عالم کی اوس سے ہے۔ اور روز جزا میں اس کو گہوڑی کی صورت میں رکش
 تمام کے ساتھ ظاہر کریں گے۔ بلیت۔ ادبہر قطع کردن نخل حیات تو بیچارہ
 دو پرنس اندر کشاکش است بہ ترجمہ۔ تیری نخل حیات کے کاٹنے کے لئے مانند
 اترہ کے تیرے دو سانس کشاکشی میں ہیں۔ سوال۔ عالم کتنے ہیں جواب۔
 دو عالم ہیں۔ عالم غیب۔ عالم شہادت۔ اور ان کو عالم ارواح اور عالم اجسام
 بھی کہتے ہیں۔ بلیت جہاں بکسرچہ ارواح و چہ اجسام بہ جو جسم معین عالمش
 نام بہ ترجمہ۔ جہاں یکساں ہے۔ کیا عالم ارواح کیا عالم اجسام۔ ایک جسم
 معین ہے۔ اور عالم اس کا نام ہے۔ سوال۔ عالم مثال کیا ہے۔ جواب۔
 یہ ہی عالم ہے۔ کہ مثل پردہ کے در میان میں غیب اور شہادت کے
 حائل ہے۔ اور اسکو عالم برزخ کہتے ہیں۔ قطعہ۔ چہ خوش بعیش عالم غیب بہ
 زیست نستی آزاد و بنیم بہ بقید خاک از دست شہادت بہ قیادوم و منظور
 بیشی و کم بہ چو خود را نیک بشناسم خلاصم بہ و لے شکل کہ من خود را ندانم بہ
 ترجمہ۔ کیا اچھا تھا میں عیش میں عالم غیب کے بہست نستی سے آزاد و بنیم میں
 عالم شہادت کے ہاتھ سے مٹی کی قید میں پڑا ہوں۔ ظہور کی کمی و زیادتی میں۔
 جب اپنے آپ کو اچھی طرح پہچانوں میں۔ نجات پاؤں میں۔ لیکن شکل یہ ہے
 کہ اپنے کو نہیں جانتا ہوں میں سوال۔ موت اول ہے۔ کہ حیات جواب۔ بابتیاد
 وجود کے موت اول ہے۔ اور بعدہ حیات۔ اور پھر موت ثانی اور پھر حیات۔
 ثانی یعنی موت اول ایسی ہے۔ کہ جہان میں پیدا نہیں ہوا۔ کہ جہان میں پیدا

نہیں ہوا۔ باپوں کے صلبوں سے۔ جموں میں ماؤں کے نہیں پٹنچا۔ معدوم الوجود ہے۔ اور حیات اول وہ ہے کہ عدم کے گڑھے سے ایوان شہرہ میں پاؤں رکھا خلعت مستعارہ کو پہن کر عمر طبعی سو سال یا کم بیش کو بسر کیا یعنی پورا کیا۔ بعد اس کے موت ثانی دپیش آئی کہ اس قفس عفری کو چھوڑ کر طرف عالم بقا کے پرواز کیا۔ اور وجود اس جہان سے کالعدم ہوا۔ اور پھر حیات ثانی کا پاناہ محل حساب میزان میں آئے گا، اور موافق اعمال کے مقام پائے گا۔ اور یہ

حیات ابدی ہے جو بعد میں موت نہیں کہتی ہے پس حیات مستعارہ ہیں دو جہان کی درمیان دو عدم کے واقع ہوئی ہے کہ ابتدائی عدم اول اور آہستہ عدم ثانی جو سوائے کالموں کے کسی کو معلوم نہیں ہے جسند و این مدعیان و طلبش پیچر آئندہ کا نرا کہ خبر شد خبرش باز نیاید ترجمہ یہ مدعی لوگ اس کی طلب میں بخیرین جس کو کہ خبر ہوئی خبر اس کی پھر نہیں آئی۔ سوال۔ پردہ شالی صورت پر عالم غیب کے ہے۔ یا شہادت کے جواب۔ صورت پر عالم شہادت کے ہے کہ نہ عالم چہ چہتوں سے۔ آگے اور پیچھے۔ سیدھے اور بائیں۔ اوپر اور نیچے جسکو شش جہت کہتے ہیں۔ مقید ہے۔ اور وہ عالم جو اوپر عرش کے ہے۔ اس پر نور واقع زبردی موجود ہیں جہات نہیں رکھتا ہے۔ اور قیدہ مکان و لامکان سے پاک رہتا ہے پس انسان خود پردہ اپنا ہے جب اس کو اٹھایا۔ اس کی دل کی آنکھ نے مینائی حاصل کر لی۔ فرد نقاب چہرہ ندارد نگار دلکش منہ تو خود حجاب کی حافظ از میاں بر خیزد ترجمہ چہرہ کے نقاب نہیں رکھتا ہے معشوق دلکش میرا نہ تو خود حجاب اپنا، حافظ درمیان سے نکل جا بیوال علم باطن کیا ہے۔

جواب۔ سنتر اسی علم ظاہر کا ہے فرو۔ آیات معنی ظاہر کیست ہے وہ لے ہفت
 معنی باطن دروست ہے ترجمہ۔ آیات میں ظاہر کے معنی ایک ہے۔ لیکن معنی اس میں
 سات ہیں۔ سوال۔ فرق علم باطن اور ظاہر میں کیا ہے۔ جواب۔ کوئی فرق نہیں
 ہے۔ مگر ظاہر منزلہ اسم کے ہے۔ اور باطن مانند سمی کے۔ با ظاہر اجمالی ہے۔ اور
 باطن تفصیلی۔ سوال۔ اسم سے طرف معنی کے کس طرح پہنچ سکے ہیں۔ جواب۔ فنا
 کرنے سے اسم کے۔ اور آثار اپنی خودی کے۔ بلیت۔ اسم چوں خواندی سمی
 راجبوی ہے۔ رو بد ریا گار برنا آید راجبوی ہے ترجمہ۔ جب نام لیتا ہے تو سمی کو ڈھونڈ چل
 طرف دریائے کام نہیں چلتا ہے نہر سے۔ سوال۔ معلوم معرفت الہی کا کس طریقہ سے
 حاصل ہوتا ہے۔ جواب۔ دو طریقہ سے۔ اول کویل کے ساتھ یعنی ہر شے کے
 نام کو اس شے کے خالق تک پہنچا دے۔ اور اس کو یقین سے جا کر تمام
 اشیاء کو پہل جاوے۔ اور ہر وجود سے اس کی ذات کی طلب کرے۔ تا ابتداء
 اور انتہاء حصول کو پہنچے۔ اور معلوم ہووے۔ کہ اصل تمام چیز کی اس سے
 ہے۔ اور پھر رجوع ہونا تمام اشیاء کا طرف اس کے ہے۔ دوسرا طریقہ۔
 مشاہدات اور آگاہی دل سے۔ چونکہ بخیر ہونا۔ اس جہان سے نتیجہ علم باطن
 کا ہے۔ رہنمائی۔ ہوش است سرمایہ صد درد سراسر است ہے فارغ بال آنکہ
 از جہاں بے خبر است ہے در بیضہ خمی کنند مرغان فریاد۔ ہر چند کہ بیضہ از قفس
 تنگ تر است ہے ترجمہ۔ ہوش ہے سرمایہ تنوید و کا۔ فراغت وہ ہے جو جہان
 سے بے خبر ہے۔ اندھے کے اندر نہیں کرتے مرغان فریاد ہے ہر چند کہ اذ آفس
 سے زیادہ تنگ ہے۔ سوال۔ مشاہدات کس طریقہ سے حاصل ہوتے ہیں۔

جواب ۔ وہی دو طریقہ پر ہے ۔ اول کسب پر ہے ۔ جو طہارت بدن کی نجاسات
 سے ہے ۔ اور اول کی صفائی کہ ورات سے کر کر طرف ریاضت اور عبادت
 اور تقویٰ کے مشغول ہووے ۔ اور مرشد راہما کو اپنا ہادی بنا کر ایمان کا چراغ ہاتھ
 میں لیکر مراقبات و یاد خدا سے دل کے زنگ کو دور فرماوے ۔ اور تعصب سے
 دین و مذہب کے اپنے کو چھڑاوے ۔ کم کہنے کی ۔ کم کہانے کی ۔ اور کم سونے کی
 عادت کرے ۔ تا مقام مکاشفات کو پہنچے ۔ دوسرا وہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ
 چراغ توفیق اس کے راستہ کے آگے رکھتا ہے ۔ تا تجلی عبادت اور رشتہ ایمان
 کی اس کے دل پر ایسا پرتو ڈالے جو جذب اور شورش سے آشنا ہووے ۔
 بدیت ۔ سرچہ غیر از شورش و دیوانگی اپنا کا ندران راہ دوری و بیگانگی است
 ترجمہ جو کچھ سوائے شورش و دیوانگی سے ہے کہ اس راستہ میں دوری و
 بیگانگی ہے ۔ سوال ۔ نشان مرد عارف کا کیا ہے جواب ۔ سرخند و ناتر ہووے
 اپنے کو زیاد و نادان سمجھے ۔ اور نظر میں کو رباطن بوالفضولوں کے مثل دیوانہ کے
 رہے ۔ ابیات ۔ آنکس کہ بداند و بداند کہ نداند نہ اسب طرب خویش بگردوں بچا
 و آنکس کہ بداند و بداند کہ بداند نہ او نیز خرویش بمنزل برساند نہ و آنکس کہ نداند
 و بداند کہ بداند نہ و چہل مرکب ابدالہ ہرماند نہ ترجمہ ۔ وہ شخص جو جانتا ہے اور
 جانے کہ نہیں جانتا ۔ اپنے خوشی کے گھوڑے کو آسمان پر دوڑاوے ۔ اور وہ
 شخص جو جانتا ہے اور جانے کہ جانتوں ۔ وہی اپنے گدے کو منزل پر پہنچائے
 گا ۔ اور وہ شخص جو نہیں جانتا ہے ۔ اور جانے کہ میں جانتا ہوں ۔ وہ نادانی میں
 سوار قیامت تک رہے گا محض بیوقوف رہے گا ۔ سوال ۔ دانائی کیا چیز ہے

جواب - اول کلمہ دانش و دانائی کا دستن سے ہے یعنی جاننا معنی کے علم
 میں ہووے۔ اور اصلح میں معنی عقل کو خود کے ہے۔ اور وہ مانند چراغ کے
 حجرہ دماغ میں روشن ہے لیکن معرفت الہی اور پائے میں اس کے صفات
 کے عاجز اور قاصر رہتی ہے۔ بلیت - گر خود در راہ اوق میں ہد سے ہند ہزاراں
 شبلی و ادیم شکر بہ ترجمہ - اگر عقل اس کے راستہ میں حق میں ہوتی ہلا کہوں
 مثل حضرت ثعلبی و حضرت ابراہیم ادیم کے ہوتے مثل - روشنی عقل کی کس چیز سے
 ہے جواب علم سے ہے۔ اور روشنی علم کی پرہیز گاری سے۔ اور طہارت سے
 اور روشنی باطن کی معرفت الہی سے ہے۔ اور معنی سخن کے مثل لہن کے نقاب
 میں الفاظ کے اپنے چہرہ کو چھپائے رکھتی ہے یعنی عبادت ظاہری مانند دریا
 کے۔ اور حروف بمنزلہ موج کے۔ اور معنی مانند صدف یعنی سیپی کے اور مضمون
 اس کا مانند موتی بے بہا کے ہے۔ ابیات - سخن را معنی و مغز سے بود بہ
 لیکہ مغز در سرت کی می شود بہ گوش خرف و روش دیگر گوش خربہ این سخن با ورنہ دارو
 گوش خربہ ترجمہ - ہر ایک بات کے لئے معنی اور مغز ہووے لیکن مغز اس کا
 تیرے سر میں کب ہوتا ہے۔ گدھے کے کان کو فروخت کر۔ اور دوسرے کان
 خرید کر۔ اس بات کو جو یقین نہیں کرتا ہے اس کو گدھا بولو۔ سوال عشق کیا چیز
 ہے جواب عشق ایک آگ ہے غیبی جسوقت دل میں گرتی ہے۔ ماسوائے
 مطلوب کو جلاتی ہے۔ س باعی - نیم رخ تو آلت منکم بعید بہ و آن نمی
 دگرارت غدا بی نشاید بہ برگرد بستی نوشتہ عجیب و بیست بہ من بات من عشق فدا بات لہ شہید

ترجمہ۔ عاشق اپنے معشوق کو کہتا ہے۔ اے پیارے تیرا ادھر بارخ بشارت دے
 رہا ہے۔ یہ کہ میں تم سے دور نہیں ہوں۔ اور دوسرا ادھر بارخ تیرا اے پیارے ارشاد
 کر رہا ہے کہ میری جدائی کا عذاب تحقیق کہ سخت ہے۔ اوپر لبوں مبارک تیرے
 اطراف لکھا ہوا ہے۔ یہی وحیست یعنی کلام کرنا بمعشوق کا عاشق کی زندگی ہے!
 پس جو شخص عشق میں معشوق حقیقی کے مرگیا۔ پس تحقیق مرادہ شہید یعنی شہید ہوا۔ سوال
 بزرگوں کی صحبت کی تاثیر اور نصیحت نامہوں کی کب اثر کرتی ہے جواب۔ راہ نجات کی
 طلب کرنے سے۔ اور اٹھانا دل کا اپنے روش کے راستہ سے کسوٹے
 جب تک کہ تپا پہول کے وزخ پر قائم ہے۔ پہول کی صحبت کا اس کو کچھ اثر
 نہیں ہے جب اپنی جائے سے ٹوٹ گیا۔ اور جدا ہوا جو ہر قابل ہوا البتہ صحبت
 گل کے اثر سے اس میں خوشبو پیدا ہوگی۔ بلایت صحبت اندر جو ہر قابل کند
 تاثیر دہیں نہ در نہ شاخ گل چرا از بوئے گل خوشبو نشد۔ سوال۔ سب مذہبوں
 میں کون سا مذہب اچھا ہے۔ جواب۔ جو اہمیت۔ در مذاہب۔ مذہب دہقان خوب است
 مولوی ہنذہب دہقان چہ باشد۔ انچہ کاری بدرونی۔ ترجمہ۔ مذہبوں میں مذہب
 دہقان کا اچھا ہے۔ مولوی۔ مذہب دہقان یعنی کسان کا کیا ہووے۔ جو
 کچھ ہووے۔ تو کاٹے گا۔ تو یعنی جیسا بیج ہووے گا ویسا پھل حاصل کرے گا۔
 سوال۔ ابتداء اور انتہا موجودہ مراتب کی کیسے جواب۔ ابتداء مراتب
 موجودات کی عقل اول سے ہے کہ اس کو بہن اور عقل کل و معلول اول اور
 حقیقت محمدی کہتے ہیں۔ اور بعد اسکے اعیان ثابت کہ عبارت صوریہ حق اور
 معلول ثانی ہے۔ اسی طرح ہوا لید ثلاثہ تک تنزل فرمایا۔ اور انتہائے مراتب

م۔ اور معشوق کا اجماع ہوا کہ کلمات بزرگ عاشق کی ہوتی ہیں۔

انسان کے ساتھ ختم ہوتے ہیں کہ آخر لفظ قرآن مجید کا الناس ہے۔ اور پھر اس
 جہان سے نقل کر کر حق سے حاصل ہوں گے یعنی قدرت الہی ایک لفظ ہے۔
 کہ اس سے ابتدائی نفیس و اقوال و اجرام و عناصر و موالید کی پیدا ہوئی۔ پھر
 انتہائی اس تمام موجودات کی طرف اسی کی ہوگی۔ اور جس مقام سے کہ ہے
 روشن ہوا۔ ہر طرف اسکے رجوع لائیں گے۔ ابیات سوئے ہستی از علم
 در ہر زمان بہست و ایم کا رواں درکارواں بہ باز از ہستی رواں سوئے عدم
 میر و این کار و انہا دمیدم بہ جزو ہاراروی ہا سوئے کل است بہ بلبلاں راعشقا
 با گل است بہ انجہ از دریا بدریا میرود بہ از ہا نجا کا مد استجا میرود بہ ترجمہ طرف
 ہستی کے عدم سے ہر وقت ہے و ایم قافلہ پر قافلہ آ رہا بہ جزوں کی صورتیں طرف
 کل کے ہے۔ بلبلوں کی عشقا زسی گل گل کے ساتھ ہے۔ وہ جو کچھ دریا سے
 طرف دریا کی جاتا ہے۔ جہاں سے آیا وہیں جاتا ہے۔ پھر ہستی سے رواں
 طرف عدم کے۔ جاتے ہیں یہ قافلہ و مبدم۔ سوال نقطہ علم کس کو کہتے ہیں۔
 جواب نقطہ علم مبدی یعنی ابتداء ہر وجود کا ہے۔ جب بہ سبب تقاضائے ازلی
 کے مقام وحدت سے رخ طرف کثرت کے لایا۔ اور ہزاروں نام و نشان پیدا
 کیا۔ اور کثرت سے نام و نشان کے ایسا پوشیدہ ہوا۔ کہ جیسا کہ تھا۔ اسی طرح
 ہے۔ اور قطرہ ہی دریا سے وحدت سے کم و بیش نہیں کیا۔ بلیت ہنوز آں ابر
 رحمت در نشان است پنجم و چنانہ بامر و نشان است بہ ترجمہ۔ ابھی وہ ابر
 رحمت در نشان ہے۔ پنجم و چنانہ محبت اور نشان کے ساتھ ہے۔ سوال نقطہ
 کو ہیم سے کس طرح پہچاننا چاہیے۔ جواب تعلقات سے ترک کرنے سے کسوا

کہ جسم کو طول و عرض عمق لازم ہے۔ اور عمق یعنی گہرائی کو ترک کئے سطح ہوا یعنی برابر
 جو طول و عرض رکھتا ہے۔ اور عمق نہیں رکھتا ہے۔ پھر عرض کو قطع کئے خط باقی رہا جو
 طول رکھتا ہے۔ اور عمق و عرض نہیں رکھتا ہے۔ پھر خط کو بھی قطع کئے جری رہا۔ کلا
 یہ تجزی یعنی ٹکڑے نہیں ہو سکتا ہے پس انسان قطع تعلقات کو مثل نروبان
 کے چھوڑا جس طرح کہ عقل اول سے نزول کیا ہے۔ آہستگی سے عروج کرے۔ اور اس
 بیضہ نوبین سے باہر آکر پروبال محبت کے کہو لے، آشیانہ قدیم کو پہنچ سکتا ہے
 ابیات - ولاتما کے دریں کا رخ مجازی : کئی مانند طفلان خاکبازی :
 بنفشان بال و پر از آئینرش خاک : سپر تا کنگرہ ایوان افلاک : توئی آں
 دست پرور مرغ گستاخ : کہ بودت آشیان بیروں ازیں خاک : چہ را آں
 آشیاں بیگانہ کشتی : چو و و نماں چہ دازیں ویرانہ کشتی : ترجمہ - اے دل
 کب تک اس محل مجازی میں - کرے تو لڑکوں کی مانند خاکبازی : جہشک
 بال و پر کو خاک ملی ہوئی سے : اڑ جا کنگرہ تک ایوان افلاک کے :
 تو وہ دست پرور مرغ گستاخ ہے - کہ تھا تیرا آشیانہ باہر اس خاک سے :
 کس لئے اس آشیانہ سے بیگانہ ہوا تو - مانند کمینہ کے اس ویرانہ کا آٹو
 ہوا تو : سوال - پیدائش انسان کی اصل میں خاک سے ہے لیکن ظاہر کس
 چیز سے ہے جواب - خاک سے ہے کس واسطے کہ جو کچھ آدمی غلہ اور سیوہ
 جات وغیرہ سے کہاتا ہے - اشیاء خاکی سے ہے، اور اس خوراک سے
 خون پیدا ہوتا ہے - اور خون سے وجود نطفہ اور حلقہ اور جنین تیار ہوتا ہے۔
 پس باعتبار اصل کے تمام خاک سے ہے، در باعتبار خاک کے تمام خاک سے ہر قطعہ

آدم از خاک است و غار گل ز خاک آمد پدید بنجامه خاک و غلہ خاک و تخت خاک
 و جسم خاک بن خاک بعد و بعد خاک کبتر خاک فرش بن خاک اندر خاک گشت و رفت
 بیرون جان پاک بن ترجمہ آدم خاک سے ہے اور غار گل خاک سے
 ہوئے بنامہ خاک اور غلہ خاک اور تخت خاک اور جسم خاک بن خاک جہولہ
 خاک یعنی قبر اور کبتر خاک اور فرش خاک بن خاک کے اندر خاک ہو گئی اور
 گئی جان پاک باہر سوال آدمی کے وجود میں ماں اور باپ سے کون سی
 چیزیں پیدا ہوتی ہیں جواب چار چیز باپ سے مثل ہڈی اور گیس اور چربی
 اور اعصاب اور چار چیز ماں سے ہیں مثل گوشت و بال و جلد اور خون جو
 کالبد انسانی کی بنیاد اوپر انہی چیزوں کے ہے بلیت لحم و جلد و شعرو
 خون از طرف مادر شد چہار بن استخوان و رگہا و چربی و اذاب ہمار بن سوال
 تمام آدمیوں کو آپس میں بہانی کس لئے کہتے ہیں جواب باعتبار اصل کے
 کہ اولاد آدم علیہ السلام کی ہیں اور بھی جو لڑکا ایک قطرہ سے اس جہان
 میں پیدا ہوتا ہے اوپر ایک راستہ کے بے گناہ اور پاکیزہ وجود پاتا ہے
 لیکن اگر ماں باپ اس کے اگر نصرانی ہوں تو نصرانی بناتے ہیں اگر یہودی
 ہوں تو یہودی بناتے ہیں اور اگر ثبت پرست ہوں تو بت پرست بناتے
 ہیں بلیت مولانا روم ہر کسی را بہر کارے ساختند بہر آں را در
 ویش انداختند بن ترجمہ ہر ایک کو ایک ایک کام کے لئے بناتے ہیں
 ان کی محبت کو دل میں اس کے ڈالے ہیں لیکن جب خدا کی محبت پیدا نہ کرے
 آدمی نہیں ہے بلکہ بدتر حیوان سے ہے کہ تمام حیوانات خالق کی

زندگی میں مشغول ہیں۔ اور اس کی محبت کو سب میں رکھتے ہیں۔ بلیت۔ شتر را
 چو شور و طرب در سراست نہ اگر آدمی را نباشد خراست نہ ترجمہ۔ جب اونٹ
 کے سر میں شور و طرب ہے۔ اگر آدمی کو نہ ہو وہ کدہا ہے۔ سوال۔ خدا
 کی محبت کس طرح پیدا ہوتی ہے۔ جواب۔ اس کی بخششوں کو دیکھنے سے۔
 کس لئے کہ پیدا کرنا تیرا خدا پر لازم نہیں تھا۔ محض ارادت ازلی اور احسان
 قدیمی سے تجھ کو عدم کی گلی سے جلوت کا ہرور میں پیدا کیا۔ اور جو کچھ چاہتا
 تھا۔ قوائی ظاہری و باطنی سے تجھ کو بخشا۔ اور پیغمبروں کو واسطے سے ایک
 دوسرے کے سیکھانے علم ظاہر اور علم باطن کے۔ اور تصفیہ اور تزکیہ نفس
 کے لئے۔ اپنی کتابوں اور مخالف کے ساتھ مبہوت فرمایا۔ اور جو بیچے
 اور مال دنیا کا جو زندگی کی زینت ہے۔ تجھ کو ازانی فرمایا۔ بے تجھ کو چاہیے۔ کہ
 خدا کی محبت اپنے مال و دولت و وزن و فرزند و گھر بار سے زیادہ کرے
 تو۔ اور ہم حقیقی کی طرف رجوع ہووے۔ اگر چشم بنیا اور کان سننے کے
 قابل رکھتا ہے۔ تو یہ بات خدا کی محبت پیدا کرنے کے لئے کافی ہے۔ ابیاء
 بدان دہر من غدا و مکار نہ ذرا حق ترا دارد براں کار نہ زند بر روئے تو آں
 پنجہ خویش نہ نماید نوش و نیش تو چوں نیش نہ ز انگشتان دو چشم دو برگوش
 کے برب نہد گوید کہ خاموش نہ دولت را تابع خودی نماید نہ عداوت از حسرت
 بر دل فزاید نہ ترجمہ۔ جان شیطان مکار و غا با ذرا حق سے روکتا ہے۔ جیسے
 اس کام پر پارتا ہے۔ تیری صورت پر وہ پنجہ اپنا دکھلاتا ہے۔ شربت تیری
 نظر میں زہر نہ دوائیوں سے آنکھ پر اور دوکان پر۔ ایک اوپر اب کے

رکھے۔ کہ خاموش تیرے دل کو اپنے تابع کرتا ہے حق سے تیری عداوت
 دل میں زیادہ کرتا ہے۔ سوال۔ اندھا کون ہے۔ جواب۔ وہ شخص جو کسی
 کو کفن میں دیکھے۔ اور اپنی موت سے غافل رہے یعنی نظر بند کرے۔
 بلیت۔ اگر میر و عدو جائے شاد و مافی نیست یہ کہ زندگانی مانیر جاودانی
 نیست بہ ترجمہ۔ اگر مر گیا دشمن خوشی کی جائے نہیں ہے کہ زندگانی ہماری
 بھی ہمیشہ نہیں ہے۔ سوال۔ بہرہ کون ہے یعنی جو اونچا سنتا ہو۔ جواب۔
 وہ جو نصیحت کی بات سنے۔ اور اس پر عمل نہ کرے۔ بلکہ کہنے والے کو اپنے
 سے بیگانہ کرے۔ بلیت۔ سخنم قطرہ بود مع شریف تو صدف بہ قطرہ رادولت
 و روانہ شدن ر صدف است بہ ترجمہ۔ بات میری قطرہ ہے۔ اور کان تیرے
 مہی قطرہ کو در دانه ہونا صدف سے ہے۔ سوال۔ گونگا کون ہے۔ جواب۔
 وہ جو نصیحت کی یاد رکھے۔ اور کسی سے نہ کہے۔ بلیت۔ چوی منیم کہ نابینا و چاہ
 است بہ اگر خاموش بنشینم گناہ است بہ ترجمہ جب دیکھتا ہوں میں کہ اندھا
 اور کتواں ہے۔ اگر خاموش بیٹھوں میں گناہ ہے۔ سوال۔ دونوں جہان
 کی نعمت کس کو حاصل ہے۔ جواب۔ جو اپنے نفس کو تنبیہ کرے۔ اور ہمیشہ
 اپنی خصلتوں کی طرف مشغول ہووے۔ اسلئے کہ نفس بمنزلہ نادان لڑکے کے
 ہے۔ وقت بلوغ تک جو عبارت موت سے نالایق فعلوں سے اس کو سختی کہے
 اور گوشالی دنیا چاہیے۔ اور ایک نخطہ اس سے غافل نہیں بیٹھ نہیں سکتے۔ اگر
 زمان بلوغ تک نہیک اخلاق سے آراستہ ہوا۔ دونوں جہان کا مقصد
 اور زندگانی کا نتیجہ اس کو حاصل ہووے۔ مگر جب لڑکا نابالغ اس جہان

سے گزر جاوے۔ بہ سبب غفلت اپنے۔ اور ضائع کرنے نقد عمر کے۔ ہزار ہا امت
 دسویں ہزار عذاب کے گرفتار ہووے۔ ہدایت۔ خنک نیک بختی کہ در گوشہ بہ
 بدست آرد از معرفت تو شہ بہ ترجمہ۔ اچھا وہ نیک بخت کہ ایک کونے
 میں حاصل کرے۔ معرفت سے کوئی تو شہ۔ سوال۔ نفس کو کس طرح تنبیہ
 کرنا چاہیے۔ جواب۔ اس صورت سے۔ کہ اسے نفس اگر خدا کی بندگی نہیں کرتا
 ہے۔ تو اس کی روزی مت کہا۔ اور اگر رضا پر اس کی راضی نہیں ہے۔ تو
 آسمان کے نیچے سے باہر ہو جا۔ اور اگر اس کی دی ہوئی سے خوش نہیں ہوتا ہے
 تو۔ اور زیادہ طلب کرتا ہے۔ دوسرے خدا کو طلب کر۔ تا تجھ کو روزی
 دیوے۔ لَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ سوال۔ کس طرح انسان
 نفس کو ملازم کئے ہیں۔ جواب۔ از روئے حکمت ازلی کے آدمی عدم میں
 تھے جو قلم قدرت کا ساتھ سعادت اور شقاوت بریک کے چلائے۔
 لیکن یہاں عالم اسباب ہے نفس کے مغلوب کرنے کا راستہ عقل۔
 اور ایمان کی روشنی سے کئے ہیں۔ اور اظہار اسی کی عداوت کا بنی
 آدم کے کئے ہیں۔ یہاں ہر شخص نفس کو دشمن جانتا ہے لیکن قصور رحمت سے
 اس پر غالب نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے کاموں کو اس کی نظر میں
 اچھے دکھلاتا ہے جو شخص کہ نفس کو پہچانا۔ اور اس پر غالب ہوا۔ اور اس
 کی اطاعت نہیں کیا نتیجہ نجات کا حاصل کیا۔ اور اسی سبب سے نیک و
 بد آپس میں ممتاز ہوئے یعنی امتیاز کئے گئے۔ اور سعید و شقی معلوم ہوا ہدایت
 گناہ گر چہ بنو اختیار ما حافظ بہ تو در طریق ادب گوش گو گناہ من است

سرحدیہ۔ اگرچہ لٹا کر لے گا احتیاط رکھو نہ تھا۔ اسے حافظ۔ مگر تو ادب
 کے طریقہ کو کوشش کرنا کہو میرا گناہ ہے سوال۔ دلیل راہ ایمان کی
 کیا ہے جواب۔ تین چیز۔ اول زبان سے اقرار کرنا کہ فرمان خدا کا
 برحق ہے۔ اور وہ وعدہ لاشریک ہے۔ دوسرے۔ دل سے اس کے
 تین تصدیق کو پہنچانا۔ تیسرے۔ ڈو۔ کان کے ساتھ عمل کرنا۔ سوال
 مواحد کون ہے۔ جواب۔ وہ جو سوائے خدا کے اس کی نظر میں نہ
 آوے۔ بلیت کیے بین ویلے وان ویلے گوئے بنیکے خواہ ویلے
 خوان ویلے جوئے بنیکے اور ایک دیکھ اور ایک جان اور ایک کہ ایک
 کو چاہ اور ایک کو پکار اور ایک کو ڈھونڈ۔ بلیت ایضاً ایک چراغ
 است دریں خانہ کہ از پر تو آں بنیکے جامی نگر می انھنے سافہ اند بنیکے
 ایک چراغ ہے اس گہر میں جو پر تو سے اس کے جہاں کہیں دیکھتا ہے۔
 ایک محفل بنائے ہیں۔ سوال۔ توحید کیا ہے جواب۔ خدا کو جمیع وجوہ
 وعدہ لاشریک جاننا کہ وہ واجب الوجود ہے۔ اور سوائے اس کے جو
 مشرکان اس کو خدا جانتے ہیں۔ متمنع الوجود ہے۔ اور تمام مخلوقات کو
 ممکن الوجود کہتے ہیں کہ قدرت ازل کے پر تو سے ظہور پائی۔ اور وجود
 تمام ممکنات کا وجود حق سے قائم ہے۔ رباعی۔ حق جان جہاں است
 و جہاں جملہ بدن بن اجناس ملائکہ حواس این تن بن اجرام و عناصر و مولید
 اعضاء بن توحید سبقت و اگر ہا سہ تن سوال۔ خدا کا دیدار کس کو حاصل ہو گا۔ جواب
 اس کو جو جہاں پہنچانا۔ اور ایمان لایا۔ اور دیکھا آخرت میں ہی بلا کیف

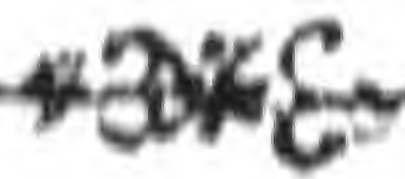
اور بلا جہت نعمت و یدار سے جو بہترین نعمت جنت سے ہے ممتاز ہوگا۔
 اُس کو خواب میں دیکھنا ہی اربابِ شرع کے نزدیک جائز ہے۔ قولہ
 تعالیٰ۔ مَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى ۖ
 جو شخص یہاں کا اندھا ہے پس آخرت کا یہی اندھا ہے بشر حضرت خاموش
 نابینا یہاں جو ہے نابینا وہاں ہی ہے دیکھا نہیں جو اس جا جا کروہاں کیا دیکھے
 ابیات چشم بکشا کہ جلوہ دلدار تجلی است بر در و دیوار پنجن واقرب الیہ آمدہ
 است۔ دور افتاد و دور نپدار نہ او پیش تو ایستادہ چو سرو سرو فرو بردہ تو نرس
 دار نہ آنکہ کہول کہ جلوہ دلدار تجلی ہے۔ در و دیوار پر پنجن اقرب قرآن میں آیا
 ہے۔ دور پڑا ہے تو غرور خودی سے۔ وہ آگے تیرے کہڑا ہے۔ مانند سرو
 کے۔ تو سر نیچے کیا ہے۔ نرس کی مانند۔
 حاتمہ

موافق حکم خیر الکلام قل و دل اسی قدر پس کرتا ہے کس واسطے کہ اگر
 گھر میں کوئی ہے۔ ایک آواز پس ہے یعنی اگر عقلمند ہے۔ تو یک اشارہ
 یک حرفی کافی ہے شعر۔

دانا فراج ہو تو فقط یک اشارہ پس ناواں کو ہو و حبیب اور قصہ خوانی ہے
 نقل

ایک شخص نے ایک عقلمند سے پوچھا کہ اس عالم میں انسان کو کیا چیز بہتر
 ہے۔ کہا۔ دولت مادر زاد۔ کہا۔ اگر نہ ہو وے۔ کہا۔ آنکہ بنیا یعنی دیکھنے
 والی۔ کہا۔ اگر نہ ہو وے۔ کہا۔ کان شنوا یعنی سننے والے۔ کہا۔

اگر نہ ہووے کہا۔ موت بیکاری کی۔ یعنی عزت کے ساتھ مرنا بہتر ہے۔
 ذلت کی زندگی سے منبرو۔
 عمر گر خوش گذرد زندگی خضر کم است و تلخی گذرد نیم نفس بسیار است
 ترجمہ۔ عمر اگر اچھی گذرے۔ زندگی خضر کی ہی کم ہے۔ اور اگر تلخی
 کے ساتھ گذرے۔ آدمی سانس ہی بہت ہے۔ فقط
 تمام ہوئی کتاب اخلاق صابری۔ وصل اللہ تعالیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ
 واصحابہ اجمعین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔



کتاب تہذیب کے ملنے کا پتہ
 جمیل احمد خاں حشمتی قصبہ امروہہ محلہ ٹہوال
 ضلع مراد آباد دیوبند (پی)

اشعار حاتمہ

چاہے جو دنیا و دیں کی بہتری
 ہے یہ دستور العمل و ارین کا
 اس میں سب اسرار میں عرفان کے
 سرسبز عقل و دانش کی کلید
 ان عوارف کے یہ ارشادات ہیں
 اصل اور عمدہ مضامین انتخاب
 حائقوں کے واسطے کافی ہے یہ
 نفس مطلب اس طرح ہی چن لیا
 فارسی سے ترجمہ اردو کیا
 یا الہی ہو یہ مقبول آتما نم
 ختم کراے صابری اس کو تمام

دیکھے وہ اخلاق حشری صابری
 دو جہاں میں باعث امن و چین کا
 اور ملفوظات میں ایقان کے
 جو کرے اس پر عمل ہووے فرید
 علم و دانش میں جو ذی درجات ہیں
 کر کے یہ اخلاق کی لکدی کتاب
 قلب کے امراض کو شافی ہے یہ
 حسب طرح دریا ہو کوزہ میں بھرا
 خوش طریق و عام فہم اس کو لکھا
 علم و فن کے سب ہیں خیر الکلام
 ہو ترا انجام بہتر و السلام

مرقوم ۶ جمادی ۱۳۳۸ھ ہجری روز شنبہ
 خادم محمد فضل الہی طالب علم
 حشری الصابری